itsurdu.blogspot.com

تیری یاد شاخ گلاب

KHALID
itsurdu.blogspot.com
MAHMOOD
itsurdu.blogspot.com

مدیحہ تبسم

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''ہائے دادو! میں بہت اداس ہو جاؤں گا آپ کے بغیر۔'' رضی باقاعدہ دادو سے لپٹ گیا۔ لگاوٹ کا یہ مظاہرہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

''خبیث انسان! کل کیسے بھنگڑے ڈال رہا تھا اور آج دیکھو جذبات کے مظاہرے۔''

میں دانت کچکچا کے رہ گئی۔

''اے میاں! خوب سمجھتی ہوں تمہیں' دل میں تو لڈو پھوٹ رہے ہوں گے کہ چلو اب کچھ دن تو آرام سے کٹیں گے۔'' دادو نے تو میرے منہ کی بات چھین لی تھی۔

''ہرگز نہیں دادو! یہ دل آپ کی محبت سے لبریز ہے۔''

رضی نے ایک اور ڈائیلاگ جھاڑا۔

''یہ دونوں تو مسخرے ہیں پورے امی جان!'' طلعت مسکراتے ہوئے بولیں۔ تو دادو بھی مسکرا دیں۔

'پھر تو انہیں سرکس میں ہونا چاہئے یہ یہاں کیا کر رہے ہیں۔'' عفرا کی زبان میں کھجلی ہوئی۔

''یہ آل ریڈی سرکس میں ہی ہیں عفرا!'' میں کیوں پیچھے رہتی۔

''حد ادب لڑکیو!'' رضی کے ساتھ ساتھ فرغام بھی میدان میں کودا۔

''عفرا! میں نے تمہیں کہا تھا ایک مرتبہ اپنی دادو کا سامان پھر چیک کر لو اگر مزید کچھ چاہئے ہو تو وہ بھی پوچھ کے رکھ دو۔'' شمیم نے اندر آتے ہی کہا۔

''جی ماما! میں نے چیک کر لیا تھا۔'' عفرا نے فوراً کہا۔

www.UrduPoint.com

''زونیہ! پلین میں اپنی دادو کا خیال رکھنا۔ مجھے فکر ہی رہے گی میں تو کہہ رہی تھی کہ رضی یا فرغام میں سے کوئی تمہاری دادو کے ساتھ چلتا لیکن تم نے ہی منع کر دیا کہ میں جو ہوں پھر ان کی کیا ضرورت ہے۔ ایک تو مجھے تمہاری بھی فکر رہتی ہے۔ اب تین' چار گھنٹوں تک یہاں سے وہاں مارچ پاسٹ کرتی رہو گی۔ درمیان میں جوس وغیرہ بھی لے لیا کرو یہ نہ ہو چکرا کے وہیں کہیں ڈھیر ہو جاؤ۔''

شمیم چچی جب بولنے پہ آتی تھیں تو کم ہی کسی کی سنتی تھیں۔ ان کے بولنے کی تو مجھے اتنی فکر نہیں تھی البتہ رضی اور فرغام کی خونخوار نگاہوں نے مجھے ضرور خبردار کا سگنل دے دیا تھا انہیں ہرگز علم نہیں تھا کہ ان کے اتنے اچھے چانس پر میں نے لات ماری ہے۔

''انہوں نے کیا خاک خیال رکھنا ہے انہیں تو خود اپنی خبر نہیں ہوتی۔ مجھے تو لگتا ہے آج کل میں ایئر لائن والے بس انہیں ٹکا سا جواب دینے ہی والے ہیں کہ جاؤ بی بی! ہماری قوت برداشت جواب دے گئی ہے پتہ نہیں اسی سڑی ہوئی شکل کو انہوں نے بطور ایئر ہوسٹس اپائنٹ کر کیسے لیا۔''

رضی کا تلملایا ہوا لہجہ مجھے مزا دے گیا۔ اسے اگر پہلے علم ہو جاتا کہ اس کے اور دوبئی کی آزاد فضاؤں کے درمیان رکاوٹ میں نے حائل کی ہے تو یقیناً وہ اب تک مجھے کچا ہی چبا چکا ہوتا۔ لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت' کیونکہ آج ہی دادو کی فلائٹ تھی چند گھنٹوں بعد۔

''ہاں ہاں آ جانا تم۔ تمہارے پاس ہی رکیں گی۔ نہیں رضی نہیں آئے گا زونیہ کی ڈیوٹی اسی فلائٹ میں ہے وہ ساتھ ہی ہو گی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نہیں یار! ہماری بیٹی اب بڑی ہوگئی ہے۔" عامر چچا نے قہقہہ لگایا۔ سیل فون کان سے لگائے وہ ادھر ہی آرہے تھے۔

"او کے ٹھیک ہے پھر اللہ حافظ!" سیل آف کر کے انہوں نے سینٹرل ٹیبل پہ رکھا اور دادو کے پاس ہی صوفے پہ بیٹھ گئے۔

"سمعان کا فون تھا امی جان! آپ کے آنے کا پوچھ رہا تھا۔" عامر چچا دادو کو بتا رہے تھے جبکہ میں نے معنی خیز نظروں سے عفرا کو دیکھا وہ خواہ مخواہ ہی جھینپ گئی۔

"چلو بیٹا! تیاری پکڑو۔ ٹائم ہونے والا ہے۔" عامر چچا نے کلائی پہ بندھی گھڑی پہ وقت دیکھتے ہوئے کہا۔ میں اپنا ہینڈ بیگ لینے کیلئے کمرے میں آئی تو عفرا بھی میرے پیچھے چلی آئی۔

"ہاں عفرا! اگر کوئی میسج وغیرہ دینا ہو اپنے اس کو تو دے دو دادو کو ریسیو کرنے وہی آئے گا۔" میں نے ہینڈ بیگ میں اپنی چیزوں کی تسلی کرتے ہوئے عفرا کو مخاطب کیا۔ جو متذبذب سی مجھے دیکھ رہی تھی۔

"تمہارا کل والا میسج یاد ہے مجھے اگر کچھ اور کہنا ہو تو بتا دو۔" میں نے شولڈر بیگ کا اسٹریپ کندھے پہ جمایا ایک نظر آئینے میں اپنا سرسری سا جائزہ لیا اور عفرا کی طرف مڑ گئی۔

"وہ.....زون!" تمہیں تو پتہ ہے سمعان کو کون سی اتنی عقل ہے جو دادو....."

"ظاہری بات ہے بھئی! کم عقل ہے تو تمہیں پسند کیا ہے ورنہ اتنے ہوش مند انسان سے مجھے اتنی بے وقوفی کی توقع ہرگز نہیں تھی۔"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا تو وہ دریدہ نظروں سے مجھے گھور کے رہ گئی۔ ظاہر ہے اس وقت کچھ کہہ کے وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتی تھی۔

"تم خود دادو سے بات کر لینا پلیز.....تم تو ویسے بھی دادو کی چہیتی ہو۔ تمہاری تو وہ ہر بات مان لیتی ہیں زون! پلیز۔" وہ ملتجی لہجے میں بولی۔

"تمہاری عقل تو سلامت ہے عفرا! میں اب کس وقت دادو سے بات کروں گی۔" مجھے کرنٹ لگا تھا۔

دادو سے اس موضوع پر بات کرنے کا مطلب تھا اپنے پاؤں پہ خود کلہاڑی مارنا اور مجھے اپنے پاؤں فی الحال بہت عزیز تھے۔

"زونیہ! پلیز دس منٹ لگیں گے۔ تم تو اتنے سلیقے سے بات کرتی ہو۔"

"ہاں سلیقہ تو ختم ہے مجھ پر۔"

میں چڑ کے بولی تو عفرا مسکرا دی۔ اسے گھورتے ہوئے میں باہر نکل گئی جہاں عامر چچا آوازیں دے رہے تھے۔

"تم نے اپنی بدبختی کو خود آواز دی ہے لڑکی!" میں ماما سے دعا لینے کے بعد پلٹی تو رضی اور فرغام کو خوفناک تیوروں سے اپنی جانب گھورتے ہوئے پایا۔

"واپسی پہ خود کو تیار رکھنا ہم تمہیں مہلت دینے والے نہیں۔" فرغام نے مجھے دھمکایا۔

"کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔"

میں اس کی بات کو چٹکی میں اڑاتی ہوئی گاڑی میں بیٹھ گئی تو وہ ہوا میں مکا لہرا کے رہ گیا۔

دادو کی ایک ہی بہن تھیں زرتاج جو کہ ہندوستان میں رہتی تھیں۔ دونوں بہنوں کا ٹیلیفون پہ تو

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

رابطہ رہتا تھا لیکن آنا جانا کم ہی ہوتا تھا کیونکہ دونوں ممالک کے کشیدہ حالات کی بناء پر پاکستان سے انڈیا جانا کوئی اتنا آسان بھی نہ تھا۔ اس کیلئے دادو کو پہلے دوبئی جانا پڑتا تھا اور پھر دوبئی سے انڈیا' دوبئی میں ان کی اکلوتی پھپھو حفصہ رہتی تھیں۔ اس مرتبہ حفصہ پھپھو کو دادو کے ساتھ انڈیا جانا تھا۔ لہٰذا دادو کو پہلے چند دن حفصہ پھپھو کے ہاں قیام کرنا تھا اور پھر وہاں سے انڈیا روانہ ہونا تھا۔ اس مرتبہ دادو کا ٹور ذرا طویل تھا۔ اسی لئے وہ سب اداس ہو گئے تھے کیونکہ دادو کے دم سے ہی اس گھر میں رونق تھی۔

''دیکھیں نا دادو! عفرا کا انجینئرنگ کا تھرڈ ایئر ہے ایک' دو سالوں میں وہ فارغ ہو جائے گی تب تک سرفراز انکل اپنا بزنس وہاں سے وائنڈ اپ کر کے سہولت سے پاکستان میں ایڈجسٹ ہو سکتے ہیں اور ویسے بھی ان کی کون سی لمبی' چوڑی فیملی ہے دو بیٹے ہی تو ہیں۔ آپ جا تو رہی ہیں اس بارے میں حفصہ پھپھو اور سرفراز انکل سے حتمی بات کیجئے گا۔'' دادو کو ان کی مطلوبہ سیٹ پر بٹھا کے میں ان کے ساتھ والی سیٹ پہ ہی بیٹھ گئی تھی جو فی الحال خالی تھی جہاز میں ابھی اکا دکا لوگ ہی نظر آ رہے تھے۔ وہ بھی سکیورٹی سے متعلق مسافر تو زیادہ تر ڈیپارچر لاؤنج میں تھے میں دادو کو پہلے ہی لے آئی تھی۔

سمعان کی پسند سے اس کی اور عفرا کی منگنی ہو چکی تھی جبکہ عفرا بیاہ کر دوبئی ہرگز نہیں جانا چاہ رہی تھی۔ سرفراز انکل نے کہا تو تھا کہ وہ پاکستان شفٹ ہونا چاہ رہے ہیں۔ لیکن اس بات کے فی الحال تو کوئی اثرات نظر نہیں آ رہے تھے اور یہی بات عفرا کو ہولائے دے رہی تھی۔ کیونکہ اس کا فائنل کمپلیٹ ہوتے ہی سمعان کا شادی کا ارادہ تھا وہ صبر کرنے والوں میں سے ہرگز نہیں تھا۔ اس کا تو فائنل تک رک جانا ہی معجزے سے کم نہیں تھا۔

''ان سے تو میں بات کر ہی لوں گی۔ لیکن ایک بات میں کہے دیتی ہوں عفرا کی شادی تم سے پہلے ہرگز نہیں ہو گی۔ تم بڑی ہو پہلا نمبر تمہارا ہے پہلے تم پھر عفرا۔'' وہ دوٹوک لہجے میں بولیں۔

''افوہ! یہ کیا فضول بات ہوئی۔'' یہ وہ واحد موضوع تھا جس پہ میں بری طرح جھنجھلا جاتی تھی۔

''فضول بات نہیں اصول کی بات ہے۔'' ان کا اطمینان جوں کا توں برقرار تھا۔

''کوئی اصولی بات نہیں ہے۔ بس عفرا کا مناسب رشتہ موجود ہے تو مناسب وقت پہ اس کی شادی کر دیں۔ خواہ مخواہ بٹھائے رکھنا کہاں کی عقلمندی ہے۔''

اب مسافر آنا شروع ہو گئے تھے اور میں جلد از جلد اس ٹاپک کو کلوز کر کے اٹھ جانا چاہتی تھی۔

''یہ بھی خوب کہی تم نے' تمہیں خوامخواہ بٹھائے رکھنا دانشمندی کی علامت ہے اور اسے بٹھانا جہالت ہے۔ کیا تمہارے لئے مناسب وقت نہیں ہے یا مناسب رشتہ نہیں ہے۔ بس بہت ہو گئی من مانی تمہاری' ہم نے تم سے قلعے فتح نہیں کروانے جو بٹھائے رکھیں۔'' دادو تو اردگرد کی پروا کئے بغیر بول رہی تھیں جبکہ میری جھنجھلاہٹ اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی۔

''مجھے نہیں کرنی ابھی شادی وادی۔ نرا جھنجھٹ ہے۔ فضول میں شوہر جیسی مخلوق کی خدمت گزاری اور جی حضوری مجھ سے نہیں ہوتی۔ خوامخواہ آگے پیچھے پھروان کے۔''

© جملہ حقوق بحق ادارہ اُردو پوائنٹ محفوظ ہیں۔
(C)-www.UrduPoint.com
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

میں جھلاہٹ میں اپنے دل کی بات عیاں کر گئی۔ میرے خیالات نے دادو کو جلتے توے پر بٹھا دیا تھا۔ اگر میں اس وقت گھر میں ہوتی تو یقیناً دو چار دھمو کے میری خیریت دریافت کر چکے ہوتے۔

''ایکسکیوز می مس! آئی تھنک یہ میری سیٹ ہے۔'' اجنبی آواز پہ میں نے سر اٹھایا تو اپنے سامنے ڈیشنگ سی پرسنالٹی والے بندے کو کھڑا دیکھ کر ایک لمحے کیلئے گڑبڑا گئی۔ وہ پتہ نہیں کب سے کھڑا میرے نادر خیالات سن رہا تھا۔ اپنے آپ پہ چار حرف بھیجتے ہوئے میں فوراً کھڑی ہو گئی۔

''سوری۔'' بڑی پروفیشنل سی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے میں نے کہا۔

''زونیہ!'' میں ابھی مڑی ہی تھی کہ دادو کی آواز آئی۔

''دادو! پھر بات کریں گے مجھے اساور بلا رہی ہے۔'' دادو سے کچھ بعید نہیں تھا اس اجنبی کے سامنے ہی کھاتہ کھول کے بیٹھ جاتیں۔ غصے میں تو وہ اپنی اولاد کا لحاظ نہیں رکھتی تھیں اور میں تو پھر ان کی اولاد کی اولاد تھی۔

''کیا بات ہے یہ مکھڑا کیوں اتنا لال کر رکھا ہے۔'' میں اپنے کیبن میں داخل ہوئی ہی تھی کہ اساور مجھے دیکھتے ہی بول اٹھی۔

''اس کا مکھڑا تو قدرتی طور پر لال ہے مزید لالی کی گنجائش نہیں۔ قسم سے زونیہ! میں اگر ینگ پائلٹ ہوتی تو اب تک تمہیں پرپوز کر چکی ہوتی۔'' مہرو نے میری طرف دیکھتے ہوئے ایک آنکھ دبائی تو میں اسے گھور کے رہ گئی۔

''ساری پنڈال تو ادھر جمع ہے اور باہر مجھ بے چاری اکیلی کو پھنسایا ہوا ہے۔'' ثمن نے کیبن کا دروازہ کھول کے اندر جھانک۔

''آ رہے ہیں بابا! آ رہے ہیں۔''

اساور نے اپنا جائزہ لینا ترک کر کے کہا اور پھر ہم تینوں ہی باہر نکل گئیں۔

جہاز لینڈ کرنے والا تھا۔ لاؤڈ اسپیکر پہ تمام مسافروں کو سیٹ بیلٹ باندھنے کی ہدایت دی جا رہی تھی۔ میں اپنی ذمہ داری نباہنے کیلئے دادو کے پاس آئی۔

''دادو! بیلٹ باندھ لیں۔''

''سن لیا ہے میں نے۔'' دادو کی خفگی ہنوز برقرار تھی۔ ان کے برابر بیٹھے شخص کے ہونٹوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ ابھری تھی۔ میں خجل سی مسکراہٹ سمیت آگے بڑھ گئی۔

''پوتی ہے میری۔ ویسے تو میری ہر بات مانتی ہے لیکن ایک اسی بات پہ اڑ جاتی ہے۔'' دادو اب اپنے برابر بیٹھے شخص سے مخاطب ہوئیں تو وہ ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''کون سی بات۔'' اس نے دلچسپی ظاہر کی۔

''یہی شادی والی۔ اچھا خاصا ایک ڈاکٹر کا پرپوزل آیا ہے لیکن صاحبزادی کے نخرے دیکھو مجھے نہیں کرنی کسی ڈاکٹر سے شادی ہر وقت دوائیوں کی بو سے بھرے رہتے ہیں۔'' انکار کا یہ جواز سن کے اس کا قہقہہ آزاد ہوتے ہوتے رہ گیا۔

''دو ہی پوتیاں ہیں میری دونوں یہ نرالی ہیں۔ زونیہ کو ایئر ہوسٹس بننے کا شوق چرایا تو ادھر آ گئی اور عفرا بی بی خیر سے انجینئرنگ کر رہی ہے۔ لڑکی ذات ہو کے اب کیا وہ سڑکیں ناپتی' کاٹتی اچھی لگے گی۔'' دادو کو تو ایک سامع میسر آ گیا تھا۔ لہٰذا وہ کھل کے بول رہی تھیں۔

''معاشرہ ترقی کر رہا ہے اب تو خواتین ہر شعبے میں حصہ لے رہی ہیں۔'' اس نے اپنی دلچسپی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے بیٹا! لیکن ہمارا تو باوا آدم ہی نرالا ہے۔ پوتیاں جتنی لائق فائق ہیں پوتے اتنے ہی نالائق اور نکمے ہیں۔ اب اپنے باپ کا بزنس تو انہوں نے ہی سنبھالنا ہے۔ بیٹیاں تو بیاہ کے اپنے گھر چلی جائیں گی۔ پر کون سمجھائے انہیں' اللہ ہدایت دے ویسے بیٹا! تم کون ہو' کہاں رہتے ہو؟'' بالآخر اپنی باتوں کے دوران انہیں اس کا خیال آ ہی گیا۔

''میں آریز ابراہیم ہوں اسی شہر میں رہتا ہوں۔ کچھ مشینری وغیرہ خریدنے کی غرض سے دوبئی جا رہا ہوں۔''

اماں بی سے اسے کافی رغبت محسوس ہو رہی تھی شاید اس کی وجہ ان کی وہ ہیزل گرین آنکھوں والی پوتی تھی جو پہلی ہی نظر میں اسے منفرد لگی تھی۔

''میرے بھی دونوں بیٹے اسی کام سے وابستہ ہیں شاید تم جانتے بھی ہو عازم اور عامر نام ہیں ان کے۔''

''ہاں شاید کسی پارٹی میں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ کچھ اتنا یاد نہیں ہے۔ پاپا کو علم ہوگا۔ دراصل میں پڑھائی کی خاطر بورڈنگ میں تھا اور بزنس جوائن کئے مجھے ابھی اتنا عرصہ نہیں ہوا۔'' اپنی یاد داشت کو کھنگالتے ہوئے اس نے جواب دیا تھا۔ اسی وقت ان کی پوتی چلی آئی۔ جو مسافروں کو جوس سرو کر رہی تھی۔

''سوری میں جوس نہیں پیتا مجھے چائے لا دیں۔'' اپنی دادو کو جوس دینے کے بعد جب اس نے جوس کا گلاس آریز کی طرف بڑھایا تو وہ فوراً بول اٹھا۔ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وہ آگے بڑھنے ہی لگی تھی جب دادو نے اسے پکار لیا۔

''زونیہ! تم بھی کچھ ہلکا پھلکا لے لینا صبح تو تم نے ڈھنگ سے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔ دادو کو غالباً کچھ دیر پہلے والی خفگی بھول گئی تھی جب ہی لہجے سے فکرمندی چھلک رہی تھی جبکہ میں نے ناراضی کے اظہار کے طور پر خفا خفا نظروں سے دادو کو دیکھا تھا۔ وہ پتہ نہیں سمجھیں یا نہیں البتہ ان کے ساتھ بیٹھا شخص بول اٹھا تھا۔

''بڑوں کی بات مان لینے میں نقصان نہیں فائدہ ہی ہوتا ہے۔'' وہ مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ جی تو میرا چاہا کہہ دوں کہ مسٹر آپ سے مطلب لیکن مسئلہ یہ تھا کہ میں اس وقت آن ڈیوٹی تھی اور جواب دینے کی پوزیشن میں نہ تھی شاید وہ بھی یہ بات جانتا تھا اسی لئے تو اس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

''اب اچھے بچوں کی طرح جائیں اور کچھ کھا لیں۔''

''تمہیں نہ کھا جاؤں وہ بھی کچا ہی۔''

میں دل ہی دل میں بڑبڑائی اور بظاہر مسکراتے ہوئے ٹرالی دھکیلتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔ اساور مسافروں کو کھانا سرو کر رہی تھی میں بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔

''مس زونیہ!''

میں اپنی دھن میں تھی جب مردانہ پکار آئی وہ بھی میرے نام کی۔ میں چونک کے پلٹی۔ دادو کے برابر بیٹھا وہی شخص متبسم نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''یہ کپ لے لیں۔ ویسے چائے کافی بھی اور بدمزاجی بھی۔'' وہی متبسم و شریر نگاہیں مجھے تپا گئیں۔ اس وقت تک کپ ہاتھ میں تھامے وہ غالباً میرے ہی انتظار میں بیٹھا تھا اور میرے دل نے شدت سے دو خواہشیں کی تھیں۔ ایک تو یہ کپ ڈسپوزایبل نہ ہو اور دوسرا یہ شخص کہیں اور ہوتا تو میں یقیناً یہ کپ اس کے سر پہ دے مارتی۔ حالانکہ میں اچھی خاصی متحمل مزاج لڑکی تھی اور یہ جاب کرنے سے تو ویسے بھی میرے اندر درگزر کی صفت بڑھ گئی تھی۔ اب پتہ نہیں اس شخص کی آنکھوں اور ہونٹوں پہ کیسی زچ کرنے والی مسکراہٹ تھی کہ میرا صبر جواب دینے لگا تھا۔

''اوہ..... سوری فار ڈیٹ۔'' اپنی جھنجھلاہٹ کو میں نے بمشکل مسکراہٹ میں تبدیل کیا اور کپ اس کے ہاتھ سے تھام لیا۔ اس کے بعد تو گویا میں نے وہاں سے نہ گزرنے کی قسم کھالی۔

اللہ اللہ کر کے جہاز دوبئی ایئرپورٹ پہ اترا تو میں نے سکھ کا سانس لیا۔ سامان وغیرہ کی کلیئرنس کروانے کے بعد میں سمعان کی تلاش میں نگاہیں دوڑا رہی تھی۔ جب بالکل میرے قریب سے آواز ابھری۔

''آپ مجھ سے ناراض ہیں کیا؟'' وہ بدتمیز شخص تو جونک کی طرح چمٹ گیا تھا۔

''خوامخواہ زیادہ اسمارٹ بننے کی ضرورت نہیں مسٹر! اپنا رستہ ناپیں۔'' میں اس وقت آن ڈیوٹی ہرگز نہیں تھی لہٰذا لحاظ رکھنے کی میں نے کوئی خاص ضرورت نہیں سمجھی۔

''ارے آریز بیٹا! تم کدھر نکل گئے تھے میں تمہیں ہی تلاش کر رہی تھی۔ کوئی ضرورت نہیں ہے ٹیکسی ویکسی لینے کی۔ میرا نواسا آ گیا ہوگا وہی ڈراپ کر دے گا تمہیں بھی۔'' دادو تو اسے دیکھ کے کھل اٹھی تھیں مجھے اچھی خاصی کوفت ہوئی تھی۔

''جان نہ پہچان میں تیرا مہمان،'' میں منہ ہی منہ میں بدبدائی۔

''مجھے کچھ کہا آپ نے۔'' اب پتہ نہیں مقابل کی سماعت واقعی تیز تھی یا اسے قوی امید تھی کہ اسی کے بارے میں بڑبڑاہٹ کی گئی ہوگی۔ میں دوسری طرف منہ کر کے سمعان کو دیکھنے لگی۔

''تم کیا زرافے کی طرح گردن اکڑائے کھڑی ہو'' سمعان کی مسکراتی ہوئی آواز پہ میں اچھل کر سیدھی ہوئی۔ دادو سے ملنے کے بعد وہ میری طرف متوجہ ہوا۔

''خود کو دیکھا ہے کبھی آئینے میں ڈائنوسار ہو پورے۔'' ہم سب کزنز اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کو فرض عین سمجھتے تھے۔

''گھر میں سب کیسے ہیں سمعان!'' وہ جو کچھ کہنے کیلئے منہ کھول ہی رہا تھا دادو کی بات پہ رک گیا۔

''گھر چل کے دیکھ لیجئے گا نانو جان!'' اس کے جواب پہ انہوں نے گھور کے اسے دیکھا تھا۔

''تمہاری فلائٹ اب کہیں آگے ہے یا واپس پاکستان۔'' اب وہ مجھ سے مخاطب ہوا۔

''واپس پاکستان۔''

''تو چلو پھر گھر سے ہی ہو آؤ ممی تمہارا ویٹ کر رہی ہیں۔''

''سوری سمعان! میں اب کچھ دیر ریسٹ کروں گی۔ پھپھو اور انکل کو میرا بہت زیادہ سلام دینا۔'' میں نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

© جملہ حقوق بحق ادارہ اُردو پوائنٹ محفوظ ہیں۔
(C)-www.UrduPoint.com
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''تمہیں پتہ تو ہے اس ویوٹی میں فریش رہنا پڑتا ہے۔''

''پھر میرے ساتھ ہی چلو ڈراپ کر دیتا ہوں تمہیں ہوٹل تک۔'' اس کا کیئرنگ انداز مجھے ہمیشہ سے پسند تھا۔

''تھینکس بٹ پک اینڈ ڈراپ کی سہولت مجھے میسر ہے۔'' اسے کہتے ہوئے میں دادو سے ملی۔ عفرا کا دیا ہوا گفٹ اسے تھمایا۔ جواباً اس نے مجھے بھی اور عفرا کو بھی گفٹ دیا تھا۔

ان دونوں کو الوداعی کلمات کہتے ہوئے میں پلٹی تو غیر ارادی طور پر میں نے آریز کو اپنے دائیں بائیں تلاش کیا تھا۔ سمعان سے باتوں میں لگ کر میرا دھیان اس کی طرف سے ہٹ گیا تھا۔ اسی دوران شاید وہ وہاں سے کھسک گیا تھا۔ گہری سانس خارج کرتے ہوئے میں وہاں سے آگے بڑھنے ہی لگی تھی۔ جب پتہ نہیں لوگوں کے ہجوم میں سے وہ کہاں سے نمودار ہوا تھا۔

''مجھے تلاش کر رہی تھیں.....'' یوں سر عام اپنی چوری پکڑے جانے پہ میں ایک دم سٹپٹا گئی۔ اس کے لبوں کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

''زونیہ! جلد آؤ بھئی تمہارا ہی انتظار ہو رہا ہے۔'' اساور نے دور ہی سے مجھے دیکھتے ہوئے آواز لگائی تھی۔ میں اس کی سائیڈ سے نکلتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

''اب پاکستان میں ہی ملاقات ہو گی انشاء اللہ!'' اپنے عقب سے مجھے اس کی آواز سنائی دی تو میں نے اپنے قدموں کی رفتار بڑھا دی۔

''کیا بات ہے جب سے تم دوبئی سے آئے ہو بڑے کھوئے کھوئے سے نظر آتے ہو۔'' ڈنر کرنے کے بعد وہ یونہی چینل سرچنگ میں مصروف تھا۔ جب ڈیڈی نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ایسی تو کوئی بات نہیں ہے ڈیڈ! ویسے ہی آپ کو فیل ہوا ہو گا۔'' وہ جو اپنے ہی کسی خیال میں تھا چونک کے بولا۔

www.UrduPoint.com

''لیکن اس سے پہلے تو مجھے کبھی ایسا فیل نہیں ہوا۔'' وہ بغور اسے دیکھ رہے تھے۔ آریز سنبھل کے بیٹھ گیا۔

''بس ویسے ہی تھکاوٹ سی ہے شاید۔'' پتہ نہیں وہ ان کو مطمئن کر رہا تھا یا خود کو۔

''آریز..... ادھر دیکھو میری طرف۔'' انہوں نے کہا تو اس نے ذرا کی ذرا نظریں اٹھا کے انہیں دیکھا پھر نگاہیں جھکا لیں۔

''کوئی تو ایسی بات ہے جو میرا بریلینٹ اور بولڈ بیٹا آنکھیں ملا کے وہ بات نہیں کہہ سکتا۔'' اس کے کندھے پہ بازو پھیلاتے ہوئے انہوں نے اس کا سر اپنے شانے پہ رکھ دیا۔ آریز کے مضطرب دل کو قرار سا آنے لگا اور وہ کھلتا چلا گیا۔

''معلوم نہیں ڈیڈی! وہ واقعی خاص تھی یا پھر صرف مجھے ہی محسوس ہوئی تھی۔ جب میری دوبئی کی فلائٹ تھی۔ میں پلین میں جب اپنی مطلوبہ سیٹ پہ پہنچا تو میری سیٹ پہ وہ بیٹھی تھی اور اس کے برابر والی سیٹ پہ اس کی دادو تھیں۔ میں اس کے یونیفارم ٹائپ ڈریس سے پہچان گیا تھا کہ وہ ایئر ہوسٹس ہے۔ جھنجھلاہٹ میں اپنی دادو سے گفتگو کرتی ہوئی وہ مجھے اتنی پیاری اور بھلی سی لگی کہ میں چند ثانیے اسے ہی دیکھتا رہا پتا ہے ڈیڈی اس کی آنکھیں ہیزل گرین ہیں۔ جو اسے سب سے منفرد و ممتاز کرتی ہیں۔ میں نے اسے خوب تنگ کیا تھا۔ اس کی آنکھوں کی خفگی اس کے لبوں کی مسکراہٹ سے ہرگز میل نہیں کھاتی تھی اور اس روپ میں وہ اتنی دلکش لگ رہی تھی کہ میں چاہنے کے باوجود اسے چھیڑ گیا۔ پتہ نہیں وہ ہر کسی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کی بات پہ یونہی چڑ جاتی ہے! ویسے ڈیڈی! وہ مجھے بہت اچھی لگی تھی اتنی اچھی اتنی اچھی کہ میرا جی چاہا....."

"اسے اپنی دلہن بنالوں۔" انہوں نے اس کی بات اچک لی تو وہ جھینپ گیا۔ اپنے وجیہہ بیٹے کا یہ انداز دیکھ کر انہوں نے دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری۔

"لیکن لڑکی کون ہے کہاں رہتی ہے؟" اس ان دیکھی لڑکی سے انہیں بھی انسیت ہوگئی۔

"وہ آپ کے دوست ہیں نا عازم ٹیکسٹائل والے عازم علی ان کی بیٹی ہے زونیہ عازم۔"

"بہت خوب بیٹا جان! میری ان سے ایک آدھ دفعہ ملاقات ہوئی ہے وہ بھی اپنی ایک ہی فیلڈ میں ہونے کی وجہ سے اور تم نے اسے دوستی میں بدل دیا۔"

وہ اپنے بیٹے کی ذہانت پر عش عش کر اٹھے۔

"پر اب تو دوستی کرنا پڑے گی نا ڈیڈی!" سر ان کے کندھے سے اٹھاتے ہوئے اس نے خاصا معصومانہ انداز اختیار کیا تھا۔

"ارے یار! اب تو رشتہ داری بنانی پڑے گی خالی خولی دوستی سے کام نہیں چلے گا۔ آخر کار میرے نک چڑھے بیٹے کو کوئی لڑکی پسند آ ہی گئی ہے۔" انہوں نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو وہ بھی سر جھکا کے مسکرانے لگا۔

اور پھر واقعی ڈیڈی نے اپنا کہا پورا کر دکھایا تھا۔ قلیل عرصے میں ہی انہوں نے عازم انکل اور عامر انکل سے اچھی خاصی دوستی گانٹھ لی تھی۔ وہ خود بھی نہایت بذلہ سنج اور ہنس مکھ انسان تھے لوگ خود بخود ہی ان کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔ آریز کی بھی کئی دوران ان دونوں سے ملاقات ہوئی تھی۔ بلکہ اکثر اوقات ہی ڈیڈی اسے چھیڑتے ہوئے کہا کرتے تھے۔

"جاؤ آریز میاں! آج ذرا اپنے ہونے والے سسر کو ہی سلام کر آؤ۔"

وہ بے چارہ خجل سا ہو جاتا کئی بار اس کا جی چاہا تھا وہ عازم انکل کے ساتھ ان کے گھر ہی چلا جائے اور اس ستم گر کا دیدار ہی کر آئے۔ جو پہلی ملاقات میں ہی اسے متاثر کر گئی تھی۔ لیکن فی الحال خود پہ کنٹرول کرتے ہوئے وہ کوئی اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا نہیں چاہتا تھا بلکہ مناسب وقت کا منتظر تھا۔

بہ الفاظ دیگر یوں کہ وہ چاہتا تھا صبر کا پھل واقعی میٹھا ہی ہو۔

اس کی بے چینی بھانپتے ہوئے ڈیڈی نے عازم اور عامر دونوں کی فیملی سمیت دعوت کر ڈالی۔

آریز تو جھوم جھوم گیا۔

"آخر یہ خیال میرے ذہن میں کیوں نہیں آیا۔" خود کو پیار بھری سرزنش کرتے ہوئے وہ خاصا مسرور تھا اور خوب دل لگا کر تیار ہوا تھا۔

مگر اس کی قسمت میں "انتظار فرمائیے" کے الفاظ درج تھے۔ عازم اور عامر انکل اپنی پوری فیملی سمیت آئے تھے نہ آئی تھی تو ایک وہی دشمن جان جو ایک جھلک دکھلائے کبھی آنچل میں چھپ جائے" بنی ہوئی تھی۔ عازم انکل نے نہایت معذرت کرتے ہوئے بتایا تھا کہ آج ان کی اکلوتی بیٹی کی جدہ میں فلائٹ تھی۔ اس لئے وہ نہیں آسکی البتہ ایک فائدہ اسے ضرور ہوا تھا اس ڈنر کے دوران اس کی عامر انکل کے تینوں بچوں رضی، فرغام اور عفرا سے خاصی دوستی ہوگئی تھی وہ تینوں خود بھی نٹ کھٹ اور زندہ دل تھے۔ آریز کو اپنے گھر آنے کی نہ صرف دعوت دی تھی بلکہ اس سے وعدہ بھی لے لیا تھا اور آریز تو پہلے ہی سو جان تیار تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

دادو انڈیا سے ایسے بڑے سائز کے سوٹ اور چیزیں لے کر آئی تھیں کہ میری اور عفرا کی تو مانو عید ہو گئی تھی۔ چھوٹی دادو نے ایک نہایت ہی خوبصورت صورت ساڑھی بطور خاص مجھے بھیجی تھی۔ عفرا کے اصرار پہ میں نے وہ ساڑھی باندھی تو بے اختیار وہ بول اٹھی۔

''قسم سے زون! قیامت لگ رہی ہو۔''

میں مسکرا کے خود کو آئینے میں دیکھنے لگی۔ ساڑھی واقعی میرے سراپے پہ جچ رہی تھی۔ شاید یہ لباس میں نے پہلی مرتبہ زیب تن کیا تھا اس وجہ سے بہرحال دل میں یہ ارادہ کرتے ہوئے کہ اب جو فنکشن سب سے پہلے آئے گا اس میں یہ ہی ساڑھی باندھوں گی میں نے اسے دوبارہ پیک کر کے رکھ دیا۔

آج چھٹی کا دن تھا اور سب کے ساتھ خوش قسمتی سے آج میرا بھی آف تھا۔ میں بڑے خوشگوار موڈ میں گنگناتی ہوئی سٹنگ روم میں داخل ہوئی۔

''ارے صبح صبح اٹھ کے تو اس کے دربار میں حاضری دے دیا کرو سارا دن جس کی نعمتوں کے مزے لوٹتے ہو۔ نیند ہی پیاری ہے تمہیں نماز نہیں پیاری۔

رضی اور فرغام ابھی اٹھ کے آئے تھے اور یقیناً انہوں نے صبح کی نماز ادا نہیں کی تھی اسی لئے اب سر نیہواڑے دادو سے عزت افزائی کروا رہے تھے۔

''چھوڑیں دادو! انہی کے بارے میں تو اقبال نے کہا ہے۔

کس قدر گراں تم پہ صبح کی بیداری ہے

ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

میں نے جلتی پہ تیل چھڑکا رضی نے بلبلا کے پہلو بدلا۔

''جوانی میں ہی عبادت کرو گے تو فیض پاؤ گے بڑھاپے میں تو شیطان بھی منہ پہ ہاتھ پھیر جاتا ہے۔''

''آپ کے منہ پہ پھیر دیا۔''

فرغام کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔ میں نے بمشکل اپنی امڈنے والی مسکراہٹ کو روکا ورنہ کچھ بعید نہیں تھا دادو کی توپوں کا رخ میری طرف ہو جاتا۔

''کچھ تو شرم کرو لڑکے!'' دادو تو آگ بگولا ہو گئیں۔

''دادو! تائی امی بلا رہی ہیں آپ کو' پھپھو کا فون آیا ہے۔'' عفرا نے اندر جھانک کر اطلاع دی تو دادو باقی کا غصہ پھر کسی وقت کیلئے اٹھاتے ہوئے باہر نکل گئیں۔

''تم دادو کے سامنے زیادہ اترایا مت کرو۔'' دادو کے جاتے ہی رضی نے خوفناک تیوروں سے مجھے گھورا فرغام کے ارادے بھی لگ بھگ یہی تھے۔

''اچھا بابا! نہیں اتراتی اب اپنی آنکھوں کی خوفناکی تو کچھ کم کرو۔'' میرا کوئی سپورٹر اس وقت یہاں موجود نہیں تھا۔ لہٰذا میں نے پسپائی اختیار کرنا ہی مناسب سمجھا۔

''سیاستدان ہو پوری۔'' وہ بھی آخر میرے کزن تھے میری رگ رگ سے واقف۔

© جملہ حقوق بحق ادارہ اُردو پوائنٹ محفوظ ہیں۔

(C)-www.UrduPoint.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''زبردست بھئی! آج تو ساری گیدرنگ پارٹی ادھر ہی جمع ہے اور تو اور ہماری زونیہ بھی موجود ہے۔'' عامر چچا ہم سب کے ہی بہت اچھے دوست تھے۔ اکثر ہماری شرارتوں میں برابر کے حصے دار ہوتے تھے۔ شمیم چچی ان کی اس عادت سے اچھا خاصا چڑ جایا کرتی تھیں۔ لیکن وہ بھی خاطر میں کم ہی لایا کرتے تھے۔

''آج تو اسٹرونگ سی چائے ہو جائے وہ بھی زونیہ کے ہاتھوں کی تو مزا آ جائے۔'' انہوں نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا تو میں اثبات میں سر ہلاتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

میرے ہاتھوں کی بنی ہوئی چائے کی تو پورے خاندان میں دھوم تھی۔ میں جہاں بھی جاتی تھی خواہ مہمان کیوں نہ ہوں چائے سب میرے ہاتھ کی ہی پیتے تھے۔ اب بھی میں بڑے موڈ میں تھی اس موڈ میں گنگناتے ہوئے میں نے چائے بنائی تھی۔ سٹنگ روم سے مسلسل قہقہوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ اتفاق سے ہی ایسا ہوتا تھا کہ کبھی چھٹی والے دن ہی سب جمع ہو جائیں اور آج ایسا اتفاق ہو ہی گیا تھا میں نے ساتھ میں فرنچ فرائز اور کباب بھی فرائی کر لئے۔ رضی اور فرغام کے ناشتے کا خیال آیا تو بسکٹ بھی نکال کے ٹرالی میں رکھ لئے۔ اگر باقاعدہ ناشتہ بنا کر لے جاتی تو بے چاروں کی ایک مرتبہ پھر دادو کے ہاتھوں شامت آ جاتی۔ میں بڑی ترنگ میں سٹنگ روم کا دروازہ کھول کر ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہوئی تھی۔

''لو بھئی آ گئی ہماری بیٹی۔'' عامر چچا کی آواز پہ میں نے سر اٹھایا تو گویا ایک لمحے کیلئے مجھے سکتہ ہوا تھا۔

''اے زونیہ! پہچانا نہیں اپنا آریز ہے وہی جو دوبئی کی فلائٹ میں ہمارے ساتھ تھا۔ مجھے تو بڑی خوشی ہوئی ہے۔'' دادو کی پاٹ دار آواز نے میرا سکتہ توڑا تھا جبکہ ''اپنا آریز'' اور ''ہمارے ساتھ'' کے الفاظ پہ میں بھنا کے رہ گئی۔

www.UrduPoint.com

''السلام علیکم۔'' ہونٹوں پہ بڑی دلکش سی مسکراہٹ سجاتے ہوئے وہ بولا تھا۔

''وعلیکم السلام۔'' میں نے خاصا چبا کر جواب دیا۔ اچھی خاصی ڈیشنگ پرسنالٹی تھی پھر بھی پتہ نہیں کیوں پہلی ہی ملاقت میں مجھے اس سے چڑ ہو گئی تھی۔

''زونیہ! میں نے تم سے ذکر کیا تھا نا ابراہیم انکل کا جن کے گھر ہم گئے تھے۔ آریز بھائی انہی کے بیٹے ہیں۔''

عفران کا آریز بھائی کہنا مجھے ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ تاہم بڑوں کی موجودگی کا خیال کرتے ہوئے میں نے کھینچ تان کر ایک مسکراہٹ لبوں پہ نمودار کر ہی لی تھی۔

''زونیہ! چائے دو بچے کو۔'' دادو یوں اس کے واری صدقے جا رہی تھیں جیسے بڑے عرصے بعد کوئی بچھڑا ملا ہو۔

''جی دادو!'' میں سعادت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً چائے کی ٹرالی کی طرف متوجہ ہوئی۔ دادو، ماما اور عامر چچا کو چائے دینے کے بعد میں نے جیسے ہی اس کیلئے چائے کپ میں انڈیلی اچانک ہی مجھے اس کے پلین میں کہے گئے الفاظ یاد آ گئے۔

''ویسے چائے کافی پھیکی اور بدمزا سی تھی۔'' میں نے بلا مبالغہ تین چار چمچے چینی کے کپ میں ڈال دیئے۔ اس بات کی پروا کئے بغیر وہ ہمارے گھر مہمان ہے۔

''یہ لیں چائے۔'' کپ میں موجود مٹھاس سے زیادہ شیرینی اس وقت میرے لہجے میں تھی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

آریز نے قدرے حیرت سے مجھے دیکھتے ہوئے کپ تھاما تھا۔ اپنے ابلتے قہقہے کو روکتے ہوئے میں نے باقیوں کو چائے سرو کی۔

"یہ کباب لیں نا آپ۔" میں نے شرارت آنکھوں میں سمو کر کباب کی پلیٹ اس کے آگے کی وہ یقیناً چائے کو ٹیسٹ کر چکا تھا۔ کیونکہ کبابوں کو وہ خاصی مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کھاؤ نا یار! اپنی زونیہ کی کوکنگ تو بڑی مشہور ہے۔"

رضی نے کہنے کے ساتھ ہی کباب پلیٹ سے اٹھایا۔ چاروناچار آریز کو بھی اس کی تقلید کرنی پڑی لیکن پھر شکر کیا کہ کبابوں میں کوئی تخریب کاری نہیں تھی۔

"طلعت! کھانے والے کا انتظار کرو۔ آریز کھانا کھا کر ہی جائے گا۔" دادو نے کہا تو وہ فوراً بول پڑا۔

"نہیں دادو! بہت بہت شکریہ! ڈیڈی کھانے پہ میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ میں تو یونہی ادھر سے کسی کام سے گزرا تھا تو سوچا آپ سب سے ملتا چلوں۔"

"بہت اچھا کیا تم نے بیٹا! یہ بھی تمہارا اپنا ہی گھر ہے۔ آجایا کرو! ملنے ملانے سے ہی محبت بڑھتی ہے۔"

دادو کو خوامخواہ ہی اس کی اتنی فکر کھائے جا رہی تھی۔

"جی دادو! محبت ہی تو چاہیے آپ کی۔" نظریں مجھ پہ جماتے ہوئے اس نے یہ فقرہ ادا کیا تھا۔ پتہ نہیں کیوں مجھے اس کا لہجہ معنی خیز سا محسوس ہوا میں جز بز ہو کے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"محبت کی تم فکر نہ کرو۔ وہ یہاں وافر مقدار میں موجود ہے۔" فرغام نے فرنچ فرائز پہ ہاتھ صاف کرتے ہوئے اسے یقین دیا تھا۔

"فی الحال تو عداوت ہی نظر آ رہی ہے۔" لبوں پہ شوخ مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اس نے بظاہر مذاق سے کہا تھا۔ میں نے قدرے برہمی سے نظریں اٹھا کے اسے دیکھنا چاہا تھا۔ لیکن اس کی گہری سیاہ آنکھوں میں نجانے کیا بات تھی کہ میں نے گھبرا کے نگاہیں جھکا لیں۔

"عداوت تو آپ کے دشمنوں کو ہوگی ہم تو آپ کے دوست ہیں۔" عفرا نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

"دعا کیا کرو گڑیا! دشمن، دوست بن جائیں ورنہ یہ چائے تو....." اس کے آخری ادھورے جملے کا مطلب فقط میں ہی سمجھ پائی تھی۔ جی تو چاہا طبیعت درست کر دوں موصوف کی۔

"اوکے انکل! اب اجازت دیں۔" میں چائے کے برتن اٹھا کے ٹرالی میں رکھ رہی تھی۔ جب وہ کھڑے ہوتے ہوئے عامر چچا سے مخاطب ہوا۔

"ایسے تو نہیں بیٹا! کھانا کھائے بغیر تو تم نہیں جا سکتے۔"

عامر چچا اصرار کرنے لگے۔ لیکن اس نے بڑے سلیقے سے معذرت کر لی۔ رضی اور فرغام بھی اس کے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے۔ ان دونوں کے درمیان کھڑا وہ قد کاٹھ اور جاہت میں دونوں سے ہی ی رنگت، کشادہ پیشانی، گہری سیاہ آنکھیں، بھرے بھرے عنابی ہونٹ، سلیقے نمایاں ہو رہا تھا۔ دلتی سنہر میں بے اختیاری میں ہی اسے دیکھے گئی۔ سے جمے بال، اونچا لمبا قد

ہا ہوں نا۔" وہ ذرا سا میری طرف جھکا اور میرے سٹپٹا کے نگاہیں جھکانے پہ "اچھا لگ ر گیا۔ جی تو چاہا کچھ دیر مزید رک جائے یا پھر وقت ہی کچھ دیر کیلئے تھم جائے۔ آریز کے لبوں پہ تبسم پھیل

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

لیکن ڈیڈی نے جاتے وقت اسے تاکید کی تھی۔

"بیٹا جی! زیادہ دیر نہ رکنا وہاں۔ امپریشن خراب ہوتا ہے ویسے بھی سسرال میں اتنی دیر نہیں رکتے۔" ڈیڈی کے سسرال کہنے پہ وہ اچھا خاصا جھینپ گیا تھا۔

"یاد رکھنا پھر آریز! تمہارا لنچ ڈیو ہے ہماری طرف۔"

عامر چچا نے بالآخر اسے اجازت دے ہی دی تھی۔

"وائے ناٹ۔" وہ مسکراتے ہوئے دادو سے پیار لینے کیلئے ان کے سامنے سر جھکاتے ہوئے بولا۔

"بڑی خوشی ہوئی تم سے مل کر بیٹا! اللہ تمہیں لمبی عمر اور خوشیاں دے۔" دادو نے نہایت محبت سے دعا دی۔

"ویسے چائے نہایت پھیکی اور بدمزا سی تھی۔" میرے قریب سے گزرتے ہوئے وہ کہہ گیا تو میں سلگ کے رہ گئی۔

"بہت اچھے ہیں آریز بھائی اور ان کے ڈیڈی بھی۔ جس دن ہم ان کے گھر گئے تھے بہت مزا آیا تھا۔ آریز بھائی نے خود ہمارے لئے چائے بنائی تھی اور تو اور آریز بھائی سلاد بہت مزے کا بناتے ہیں اور رضی تو....."

"بند کرو اپنا یہ آریز نامہ۔" میں چڑ کے بولی تو عفرا جو آریز کی تعریف میں رطب اللسان تھی۔ حیران ہو کے مجھے دیکھنے لگی۔

"ایں..... تمہیں کیا ہوا ہے۔"

"دماغ خراب ہو گیا ہے میرا۔" سابقہ لہجے میں کہتی میں ایک جھٹکے سے ٹرالی گھسیٹتے باہر آ گئی۔

میں تو اپنی کیفیت پہ خود حیران ہو گئی تھی مجھے ہو کیا رہا تھا۔

واقعی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ بس آ جا کے ذہن ایک ہی شخص پہ اٹک جاتا تھا۔ شاید اس کی مسکراتی آنکھوں، ذومعنی باتوں اور اچانک ملاقات نے مجھے ڈسٹرب کیا تھا۔

"لیکن زونیہ عازم! اس میں ڈسٹرب ہونے والی تو سرے سے کوئی بات ہی نہیں۔" خود کو سرزنش کرتے ہوئے میں سنک میں پڑے برتن دھونے لگی۔

"کہاں بجلی گرانے کا ارادہ ہے۔" ایش گرے ٹوپیس میں خود پہ کلون کی پوری شیشی چھڑکتے ہوئے وہ آئینے میں ناقدانہ نظروں سے اپنا جائزہ لے رہا تھا۔ جب ڈیڈی نے اس کے عقب میں کھڑے ہوتے ہوئے شرارت سے پوچھا۔

"دعا کریں آپ کی بہو پہ گر جائے۔" وہ بھی شوخ ہوا ان کا بے ساختہ قہقہہ ابلا تھا۔

"بہو کی خوب کہی تم نے اب تک میں نے تو اپنی بہو دیکھی ہی نہیں۔ خود ہی دیکھ کر خوش ہوتے رہتے ہو۔"

وہ مصنوعی خفگی سے اسے دیکھنے لگے۔

"اب میں آپ کو کیسے دکھاؤں۔ آپ جب بھی عازم انکل کی طرف گئے ہیں زونیہ وہاں پہ ہوتی ہی نہیں اور ہمارے گھر وہ سرے سے آئی ہی نہیں۔ اب ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ آپ جب بھی بائے ایئر سفر کریں تو ایئر ہوسٹس کو غور سے دیکھیں شاید ان میں سے کوئی۔"

© جملہ حقوق بحق ادارہ اُردو پوائنٹ محفوظ ہیں۔
(C)-www.UrduPoint.com
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''یہ بودا مشورہ اپنے پاس ہی رکھو پچھلے دنوں جب میری شارجہ کی فلائٹ تھی تو میں نے ہر ایئر ہوسٹس کو اتنے غور سے دیکھا تھا کہ وہ سب کی سب میری طرف سے مشکوک ہوگئی تھیں۔لیکن میں ان سے ایک بھی تمہاری وہ ہیزل گرین آنکھوں والی زونیہ نہیں تھی۔'' اس کی بات کاٹ کے وہ اتنے تیز لہجے میں بولے تھے کہ وہ بے ساختہ ہنس دیا۔

''آپ ہیں بھی تو اسمارٹ مائی سویٹ ڈیڈی! دو چار تو اب بھی شہید ہونے کو تیار ہوں گی۔''

اس کی آنکھوں میں شرارت رچی دیکھ کر انہوں نے ایک دھپ اس کی کمر پہ رسید کی۔

''بس تمہاری ماما کے بعد میں نے کبھی اس نہج پہ سوچا ہی نہیں سچ کہوں تو اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ یہ جو دل میں رہنے والے ہوتے ہیں نا آریز! وہ دل سے کبھی نہیں نکلتے چاہو بھی تو نہیں نکلتے اور جن کو دل نکالنا ہی نہ چاہیے وہ بھلا کیسے نکل سکتے ہیں۔''

اپنی شریک حیات کے ذکر پہ ان کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

آریز نے نہایت عقیدت و محبت سے اپنے ڈیڈی کو دیکھا۔ وہ بچپن ہی سے اس کے آئیڈیل تھے۔ وہ ابھی گریڈ 5th کا اسٹوڈنٹ تھا جب اس کی ماما کی ڈیتھ ہوگئی۔ اس کے ڈیڈی نے دوسری شادی نہیں کی اسے ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا۔ اس کے سب سے بہترین دوست اس کے ڈیڈی ہی تھے۔ وہ ان سے بالکل دوستوں کی طرح فرینک ہو کے باتیں کرتا تھا۔ لیکن ان آنکھوں کی نمی وہ برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ اب بھی ان کا موڈ بدلنے کی خاطر وہ بڑے لاڈ سے ان کے گلے میں بازو ڈال کے بولا تھا۔

''ڈیڈی! میں نے سنا ہے کہ جو دعائیں دل سے نکلے اللہ اسے ضرور پوری کرتے ہیں۔ ذرا خلوص دل سے دعا دیں مجھے کہ آج میری ملاقات زونیہ سے ہو جائے۔ قسم سے ڈیڈی! پورے سفر میں آپ کیلئے دعا کروں گا اور مسافروں کی دعا تو ویسے بھی جلد قبول ہو جاتی ہے۔''

''پہلے یہ بتاؤ کہ میرے لئے کیا دعا کرو گے۔'' وہ بھی موڈ میں آگئے۔

''دعائیں بہت ہیں ڈیڈی! مثلاً اللہ تعالیٰ آپ کے بیٹے کے سہرے کے پھول کھلائے۔ آپ اپنے پوتوں کو کھلائیں اپنے گھر آنگن کو مہکائیں۔'' اس کی اتنی ڈپلومیٹک دعا پہ انہوں نے بے ساختہ قہقہہ لگاتے ہوئے اس کے سارے بال بکھیر ڈالے انہیں جب بھی اس پہ بہت پیار آتا تھا تو اس کے بال بکھیر دیا کرتے تھے۔

''بہت فاسٹ جا رہے ہو بیٹا جی! ذرا جلدی سے کراچی سے واپس آؤ۔ میں بات کرتا ہوں عازم سے۔''

''پہلے اس ہٹلر کی جانشین سے تو بات کر لینے دیں ڈیڈی! عقل کے معاملے میں وہ خاصی پہنچی ہوئی ہے بقول اس کی دادو کے وہ کئی اچھے پرپوزل ریجیکٹ کر چکی ہے اور شوہر کے معاملے میں بھی وہ نہایت اعلیٰ و نایاب قسم کے خیالات رکھتی ہے۔''

''تو پھر جلدی سے حالات سازگار کرو کیونکہ اب اس گھر کا سونا پن مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔''

''بہت بہتر بس آپ دعا کریں میری فلائٹ کا ٹائم ہونے والا ہے۔'' جاتے جاتے وہ پھر شرارتی لہجے میں کہنے لگا۔ ابراہیم کے دل سے واقعی دعا نکلی تھی۔

''پیز اسا ور! ٹیں کر دو اب نا ہو سے کہ ابھی تک کا سفر اتنا طویل نہیں ہے جتنی طویل تمہاری

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

لپ اسٹک ہوگئی ہے۔ اساور کو کوئی چوتھی مرتبہ لپ اسٹک کا کلر چینج کرتے دیکھ کر میں جھنجھلا گئی۔ اساور ہر لحاظ سے مجھے اچھی لگتی تھی۔ سوائے اپنی ایک اس عادت سے اسے ہر وقت ایک ہی خبط رہتا تھا۔ کہیں اس کی خوبصورتی میں کمی نہ آجائے ایک ہی طرح کا میک اپ اسے یکسانیت کا شکار نہ کر دے۔

''پورے ایک گھنٹے بیس منٹ کا سفر ہے مائی ڈیئر! اور پھر کیا پتہ یہیں کہیں چانس لگ جائے۔'' آؤٹ لائن بناتے ہوئے اس نے شرارت سے مجھے دیکھا۔ مجھے ان باتوں سے بہت غصہ آتا تھا وہ بخوبی جانتی تھی اسی لئے اکثر اوقات مجھے چڑانے کیلئے ایسے جملے بول جایا کرتی تھی۔

''چانس کو ہی روتی رہنا ساری عمر۔'' میں نے آنکھیں نکالیں تو وہ ڈھٹائی سے ہنسنے لگی۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ کر میں اپنے لئے مختص کیبن سے باہر نکل آئی۔ نگار کسی بڑی بی کا ہاتھ تھامے ان کی سیٹ تک انہیں گائیڈ کر رہی تھی۔

''ہیلو..... کیسی ہو؟''

معاً میرے عقب سے آواز ابھری تو میں چونک کے مڑی اور اپنے سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ کر بھونچکا رہ گئی۔ ایش گرے ٹو پیس میں خوشبوؤں میں بسا اپنے شاندار سراپے سمیت یقیناً وہ آریز ابراہیم ہی تھا۔

''یقین نہیں آرہا.....؟'' میری تحیر زدہ آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ پوچھنے لگا تو میں جیسے ہوش میں آگئی۔

''حد ہوتی ہے زونیہ! یوں منہ کھول کے اور آنکھیں پھاڑ کے اسے دیکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ انسان ہی ہے وہ کوئی عجوبہ تو نہیں۔''

خود کو ڈپٹتے ہوئے میں لاتعلق سی بن کے آگے بڑھنے لگی۔

''بات تو سنیں۔'' وہ میرے پیچھے ہی چلا آیا تو مجھے رکنا پڑا۔

''جی فرمائیں۔'' میں نے اپنے مخصوص پروفیشنل لہجے میں کہا۔

''یہ سیٹ کہاں ہے؟'' آنکھوں میں شوخیوں کا جہاں لئے اس نے بظاہر بڑے بھولپن سے سیٹ نمبر دریافت کیا۔

''اوپر چھت پہ.....'' جی تو چاہا تڑاخ سے کہہ دوں۔ مگر حوصلے سے کام لیتے ہوئے میں نے ہاتھ سے آگے کی سمت اشارہ کر دیا۔

''وہیں ہوگی نا.....'' شریر و متبسم نگاہیں میرون دوپٹے کے ہالے میں گلاب چہرے کا مسلسل طواف کر رہی تھیں۔

''نہیں..... نیچے وہیل سے لٹک رہی ہوگی۔'' میرا جی چاہا اپنا سر پیٹ لوں۔ پتہ نہیں کیا بات تھی یہ شخص جب بھی ملتا تھا میرا بی پی شوٹ کرنے لگتا تھا۔ حالانکہ میں ایسی ہرگز نہیں تھی۔

''روحہ.....!!'' میں نے اپنے سے کچھ فاصلے پہ کھڑی روحہ کو آواز دی۔ وہ فوراً ہی میری طرف متوجہ ہوئی تھی۔

''ان صاحب کو ان کی سیٹ تک چھوڑ آؤ۔'' اپنی جان چھڑانے کیلئے مجھے یہی سوجھا تھا۔

''آیئے سر!'' روحہ تو اسے دیکھتے ہی مرعوب ہوگئی تھی۔ میں اس کے تاثرات نوٹ کئے بغیر پیچھے مڑ گئی۔ جہاں ایک بزرگ اپنے موٹے موٹے عدسوں والی عینک کی مدد سے سیٹ کا نمبر دیکھنے کی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کوشش کر رہے تھے۔ نہیں ان کی مطلوبہ سیٹ تک پہنچ کے میں پلٹی ہی تھی کہ اسی وقت اساور میرے قریب آ گئی۔

''کون تھا وہ ہینڈسم سا بندہ جس کے ساتھ کھڑی باتیں بگھار رہی تھیں۔'' میرے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''ایسے ہی خوامخواہ فری ہو رہا تھا۔'' میں نے کوئی نوٹس لئے بغیر سرسری سا لہجہ اپنایا۔

''فضول میں ہی تو کوئی کسی سے فری نہیں ہوتا۔'' اس نے معنی خیزی سے دیدے گھمائے تو میں اسے گھور کے رہ گئی۔

''ویسے ایک بات ہے زونیہ! تم دونوں ساتھ ساتھ کھڑے تھے جوڑی بڑی زبردست لگ رہی تھی۔'' اس کے کمنٹ پہ میرا دل بڑی زور سے دھڑکا تھا جبکہ وہ اپنی بات کہہ کے رکی نہیں تھی۔ اسے خدشہ تھا کہ میں کہیں ماحول کی پروا کئے بغیر اسے دو چار رسید نہ کر دوں۔

''ایکسکیوزمی مس!'' شاید اس کی سیٹ پہ کانٹے اگے ہوئے تھے اسی لئے وہ ٹک کے نہیں بیٹھ رہا تھا۔

''جی فرمائیے۔'' میں بڑے ڈھیلے سے انداز میں پلٹی۔

''ایکچولی میرے برابر والی سیٹ پہ کوئی خاتون موجود ہیں۔ آپ براہ کرام میری یا ان کی سیٹ تبدیل کروا دیجئے۔ کیونکہ غیر محرم کے ساتھ سفر کرتے ہوئے مجھے بڑا خوف آتا ہے۔'' اس کی انوکھی فرمائش پہ میں نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

''پتہ نہیں سچ کہہ رہا ہے یا تنگ کر رہا ہے۔''

''یقین تو کر کے دیکھو۔'' اس کے لبوں پہ پھیلا تبسم دیکھ کر میں متذبذب سی بالآخر اس کے ساتھ چل ہی پڑی۔

www.UrduPoint.com

واقعی اس سیٹ پہ ایک خوبصورت سی لڑکی بیٹھی تھی۔ جتنا پارسا وہ خود کو ظاہر کر رہا تھا مجھے تو ہرگز اتنا نہیں لگ رہا تھا۔ تاہم اس کی خواہش کے مطابق میں نے اس کی سیٹ تبدیل کروا دی تھی۔

''تھینکس مس زونیہ!'' اس کے ممنون لہجے پہ میں نے ایک آفیشل سی مسکراہٹ پاس کی تھی۔

''لڑکیاں ویسے اپنا رقیب برداشت نہیں کر سکتیں ہے نا؟ وہ آخر میں پھر شرارتی لہجے میں گویا ہوا۔ انداز صاف طور پر تپانے والا تھا اور ڈھٹائی کی حد تو یہ تھی کہ تائید بھی مجھ ہی سے مانگی جا رہی تھی جبکہ میں سلگ کے رہ گئی۔ جی تو چاہ رہا تھا اس ڈھیٹ کو سیٹ سمیت ہی اٹھا کر نیچے پٹخ ڈالوں۔ وہ میرے تاثرات جانچتا ہوا خاصا لطف اندوز ہو رہا تھا۔ دل میں اسے بے شمار گالیوں سے نوازتے ہوئے میں فوراً وہاں سے ہٹ گئی۔

''مائی سویٹ ڈیڈی! ہمیشہ خوش رہیں۔ اللہ آپ کو اپنے بیٹے کی خوشیاں دیکھنا نصیب کرے۔'' سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے اس کے لبوں سے بے ساختہ دعا نکلی اور اپنی دعا پہ وہ خود ہی مسکرا دیا۔

آج اسے حقیقتاً یقین ہو گیا تھا کہ واقعی جو دعا دل سے نکلے وہ اثر رکھتی ہے۔ بقول علامہ اقبال کے۔

پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

گھر سے ایئرپورٹ تک آتے اس نے ایک ہی دعا مانگی تھی اور جہاز میں داخل ہوتے ہی جو سب سے پہلے نظر اس من پسند ہستی پہ پڑی تو بے ساختہ اس کا دل جھوم جھوم گیا۔

©جملہ حقوق بحق ادارہ اُردو پوائنٹ محفوظ ہیں۔
(C)-www.UrduPoint.com
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

وہ اچھا خاصا میچور اور سینز ڈ انسان تھا اپنے اور مقابل کے درمیان ایک فاصلہ رکھنے والا۔ بزنس کے اسرار و رموز سمجھنے والا۔ مگر پھر بھی اس کے سامنے آتے ہی شوخی و شرارت خود بخود اس کے وجود کا احاطہ کر لیتی اس کے لہجے کا حصہ بن جاتی۔ غصہ ضبط کرنے کی کوشش میں جب اس کی آنکھوں سے شرارے لپکتے اور گال تپ کر دہکنے لگتے تو آریز کا جی چاہتا بس اسے ہی دیکھے جائے آس پاس کی پرواہ کئے بغیر۔ وہ جان بوجھ کر ایسی حرکتیں کر جاتا جس سے اسے طیش آ جاتا' آریز اس منظر سے جی بھر کے محظوظ ہوتا تھا۔

''ایکسکیوزمی! پانی کا گلاس چاہئے پلیز۔'' وہ پاس سے گزری تو آریز نے جھٹ اسے مخاطب کر لیا۔

''مبادا وہ آگے نہ نکل جائے۔ چند لمحوں بعد وہ پانی کا گلاس لے آئی تھی۔

''منرل واٹر ہے نا..... ایکچولی میرے معدے کو صرف منرل واٹر سوٹ کرتا ہے نا۔ اس لئے۔'' لبوں پہ وہی مخصوص مقابل کو زچ کر دینے والی مسکراہٹ تھی۔

''ڈونٹ وری یہاں نہ صرف منرل واٹر بلکہ ڈسٹل واٹر بھی دستیاب ہے۔ آپ چاہیں تو وہ بھی مل سکتا ہے۔''

وہ تپ ہی تو گئی۔

''بات صرف ہماری چاہ کی تو نہیں۔'' پھر وہی ذو معنی لہجہ' متبسم و شریر نگاہیں۔ زونیہ کا تو میٹر گھوم گیا۔ صد شکر کہ ابھی آریز نے اپنی آواز اتنی دھیمی رکھی تھی کہ بمشکل اسے سنائی دی تھی۔

''پتہ نہیں یہ لڑکی بعد میں بھی سدھرے گی یا نہیں۔''

اس کے جانے کے بعد وہ خود سے مخاطب ہوا۔

''وہ ایک دفعہ ملے تو سہی۔'' اس کے ساتھ کا تصور ہی بڑا خوش کن تھا۔ جہاز کے ساتھ ساتھ اس کا دل بھی خوش کن خیالات کے ہنڈولے میں محو پرواز تھا۔

''سمجھتا کیا ہے خود کو ٹام کروز کہیں کا۔'' وہ بڑبڑاتے ہوئے فوڈ کیبن کی طرف بڑھی۔ جہاں نگار اور روحہ پہلے سے مسافروں کیلئے جوس وغیرہ نکال رہی تھیں۔

حفصہ پھپھو کا دوبئی سے فون کیا آتا تھا عفرا کی تو گویا لاٹری نکل آئی تھی۔ وہ جو ہر وقت دوبئی جانے کے خوف سے ہولتی رہتی تھی اب کافی حد تک پرسکون ہو گئی تھی۔

پھپھو نے کہا تھا کہ تمہارے انکل اپنا بزنس وائنڈ اپ کر رہے ہیں اور جلد ہی پاکستان آ رہے ہیں۔ یہاں کسی اچھے علاقے میں ہمارے لئے کوئی اچھا سا گھر دیکھیں اور دادو کو بھی دوبارہ دوبئی آنے کو کہا تھا بلکہ بہت اصرار کیا تھا۔

''ہمیں ٹریٹ دو وہ بھی ارجنٹ۔'' رضی اور فرغام تو عفرا کے سر ہو گئے۔

''کیوں.....'' اس نے بھی آنکھیں ماتھے پہ رکھی ہوئی تھیں۔

''تمہارا سسرال پاکستان شفٹ ہو رہا ہے۔'' انہوں نے گویا یاد دہانی کروائی۔

''خوامخواہ..... میں نہیں جانتی تمہیں۔'' وہ لاتعلق سی بنی۔

''ہم تو تمہیں جانتے ہیں نا۔'' وہ دونوں یک زبان ہو کر بولے۔

لابی میں داخل ہوتے ہوئے میں نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔ رضی اور فرغام نے فوراً اپنا مدعا پیش کیا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''میرا خیال ہے یہ دونوں ہی جانب ہیں عفرا! آخر کو تمہیں اتنی بڑی خوشی ملی ہے۔'' میں نے بھی ان کی تائید کی تو وہ دونوں کھل اٹھے۔

''ان کی ساری خوشیاں سمیٹنے کیلئے میں اکیلی ہی رہ گئی ہوں۔ تمہاری بھی تو وہ پھپھو ہیں بلکہ اکلوتی پھپھو۔ اسی بہانے کوئی آدھا ایک خوشی تم بھی لے لو۔''

وہ جل کے گویا ہوئی۔

''کفران نعمت نہیں کرتے بچے!'' میں نے پچکارا۔

''ویسے بھی اپنے گھر والوں کو کھلانے سے دوہرا اجر ملتا ہے۔'' فرغام بڑا مدبر بن کے بولا تھا۔

''نیکیوں میں اضافہ ہوگا۔ ثواب زیادہ ملے گا۔'' رضی نے بھی جھٹ ٹکڑا لگایا۔

''ہاں..... ایک میں ہی گناہگار رہ گئی ہوں اس گھر میں جسے ثواب کی ضرورت ہے۔ تم تو ولی اللہ بن گئے ہو نیکیاں کر کر کے اور ثواب کما کما کے۔'' عفرا کلس کے بولی۔

''بس کبھی غرور نہیں کیا۔'' فرغام نے تو انکساری کی حد ہی کر ڈالی۔ میں بے ساختہ ہنس پڑی۔

پھر ہم سب نے مل کے اسے اتنا زچ کیا کہ اس بے چاری کو ناچار ٹریٹ دینا ہی پڑی۔ عفرا نے فوڈ اسٹریٹ میں ہم سب کو کھانا کھلایا۔ واپسی پہ انہوں نے زبردستی مجھ سے آئس کریم بھی کھائی۔ ہم چاروں ایک خوشگوار شام بلکہ آدھی رات گزار کے واپس لوٹے تھے۔ شکر تھا کہ دادو سونے کیلئے جا چکی تھی ورنہ اتنی لیٹ واپسی پہ شامت آجاتی اپنے اپنے کمروں میں جانے کی بجائے ہم ابھی لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میں چونکہ فون کے قریب بیٹھی تھی اس لئے میں نے ہی ریسیو کیا۔

''ہیلو..... السلام علیکم۔''

''وعلیکم السلام۔'' لٹھ مار انداز میں جواب دیا گیا۔

''کہاں مرے ہوئے تھے سب' دو دفعہ فون کر چکا ہوں۔'' دوسری طرف سمعان تھا۔ اس کے جلے کٹے انداز پہ میرے لبوں پہ مسکراہٹ رینگ گئی۔ ماما یا شمیم چچی سے اسے یقیناً خبر مل چکی تھی کہ ہم سب فوڈ اسٹریٹ گئے ہوئے ہیں۔ اپنی غیر موجودگی بھی اسے خاصی کھلی ہوگی۔ ہمارے ساتھ مل کر' ساتھ رہ کر وہ بہت خوش رہتا تھا۔ یہاں کا ماحول اسے بہت اٹریکٹ کرتا تھا اور جب بھی اسے خبر ملتی تھی کہ ہم کہیں آؤٹنگ پہ گئے ہیں تو وہ اچھا خاصا جل بھن جاتا تھا۔

''قسم سے سمعان! تمہیں بہت مس کیا۔'' اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے میں بڑے میٹھے لہجے میں بولی۔ مقصد اس کا غصہ ٹھنڈا کرنا تھا اور یہ کوئی مکھن بھی نہیں تھا ہم واقعی اسے بہت مس کر رہے تھے۔

''مجھے چند دنوں تک آہی جانا ہے۔ دو' چار دن انتظار کر لیتے پھر اکٹھے ہی چلتے۔''

میرے شیریں لہجے کا اتنا اثر ہوا تھا کہ وہ کچھ ڈھیلا پڑ گیا۔ تاہم کچھ خفگی برقرار رکھی تھی۔

''تم آؤ گے تو ہم پھر جائیں گے۔ بلکہ اس دفعہ ٹریٹ بھی تم سے ہی لیں گے۔ تم نے اپنی منگنی کی ٹریٹ بھی ہمیں نہیں دی تھی وہ بھی ڈیو ہے تمہاری طرف۔ ہم نہ بھولنے والوں میں سے ہیں اور نہ بخشنے والوں میں سے یاد رکھنا۔'' میں نے اپنائیت بھری دھونس سے کہا تو وہ مسکرا کر بولا۔

''محبت یاد نہیں رکھی جاتی زونیہ ڈیئر! یہ خود بخود یاد رہ جاتی ہے۔''

www.UrduPoint.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ناک چڑھا کے بولی۔

''مجھے ذرا پاکستان تو آنے دو۔ پھر بندوبست کرتا ہوں تمہارے لئے بھی کسی ڈائیلاگ سنانے والے کا۔'' سمعان نے مجھے چھیڑا تو میرے تصور میں خود بخود ہی دو گہری، متبسم و شریر نگاہیں در آئیں۔

''میری فکر چھوڑو۔ اپنی سناؤ کس لئے فون کیا تھا۔'' پتہ نہیں میں نے سمعان کو ٹالا تھا یا ان نگاہوں کو جنہوں نے خوامخواہ ہی مجھے ڈسٹرب کر رکھا تھا۔

''پاپا نے بڑے ماموں کو فون کر کے گھر دیکھنے کیلئے کہا ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا تھا کہ تم خود بڑے ماموں کے ساتھ جا کر گھر دیکھ کر آنا گھر بڑا اور گڈ لکنگ ہونا چاہئے۔ باقی سیٹنگ وغیرہ تو ہم خود ہی کر لیں گے اور کوشش کرنا کہ کمرشل علاقہ نہ ہو اور دادو کو بھی جلد بھیجو ماما اپنی امی حضور کے بغیر اداس ہو گئی ہیں۔''

''مجھے تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے میں پراپرٹی ڈیلر ہوں۔'' میں کچھ اس انداز سے بولی کہ وہ ہنس پڑا۔

''تمہیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تمہاری چوائس اچھی ہے اور عفرا تو اس معاملے میں بالکل کوری ہے اسے سوائے پڑھائی کے اور کوئی کام کرنا ڈھنگ سے نہیں آتا۔ ویسے ہے کہاں وہ اس وقت.....'' بات کرتے کرتے اس نے پوچھا اس کا موڈ فریش رکھنے کی خاطر میں دادو کا معاملہ حذف کر کے خوشگوار لہجے میں اس سے باتیں کر رہی تھی۔

''مجھے گھور رہی ہے کہ گھنٹہ بھر سے ریسیور پکڑے بیٹھی ہوں۔'' میں نے مسکراہٹ لبوں میں دباتے ہوئے عفرا کو دیکھتے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی ریسیور اسے تھما دیا۔ وہ مجھے گھورتی رہ گئی جبکہ میں اٹھ کے اپنے کمرے میں آ گئی۔ حفصہ پھپھو دادو کو اس لئے بلا رہی تھیں کہ انہوں نے اپنے دوسرے بیٹے شیراز کیلئے لڑکی پسند کر لی تھی اور دادو کو دکھا کر وہ حتمی فیصلہ کرنا چاہتی تھیں۔ کپڑے تبدیل کر کے میں اپنے بستر میں گھسی تو ذہن خود بخود آریز ابراہیم کی طرف چلا گیا۔

''عجیب شخص ہے ہر وقت زچ کرنے پہ تلا رہتا ہے۔'' کروٹ بدلتے ہوئے میں نے سوچا۔

''محبت ہی تو چاہئے آپ کی۔'' معنی خیز لہجہ۔

''بات صرف ہماری چاہ کی تو نہیں۔'' مسکراتی نگاہیں۔

''تم دونوں ساتھ ساتھ کھڑے تھے جوڑی زبردست لگ رہی تھی۔'' اساور کا کمنٹ میرا دل یکبارگی زور سے دھڑکا تھا۔

''اس سے تو انکار نہیں کہ بندہ واقعی شاندار ہے لیکن باتیں کتنی الٹی سیدھی کرتا ہے۔''

''ہو سکتا ہے صرف میرے ساتھ ہی ایسا رویہ ہو اس دن سب کے درمیان تو کیسا سوبر بنا بیٹھا تھا۔'' میں خود ہی سوال و جواب کر رہی تھی۔

''اتنا ہینڈسم انسان تو کسی کا بھی آئیڈیل ہو سکتا ہے۔ ویسے میرا آئیڈیل کیسا ہونا چاہئے۔'' میں نے خود سے ہی سوال کیا تھا۔ لیکن موصول ہونے والا جواب اتنا خوفناک تھا کہ میری نیند بھک سے اڑ گئی۔

© جملہ حقوق بحق ادارہ اُردو پوائنٹ محفوظ ہیں۔
(C)-www.UrduPoint.com
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کا بیٹا ساتھ نہیں آ گیا۔

''میں بالکونی میں کھڑا تھا کہ تمہاری گاڑی مجھے کھڑی نظر آئی۔ چوکیدار سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک صاحب اور بی بی اندر گئے ہیں۔ میں نے سوچا ذرا تم سے گپ شپ ہی لگا لوں۔'' وہ اپ پاپا سے مخاطب تھے۔

''تو اسکا مطلب ہے کہ اُنکا گھر بالکل سامنے ہی ہے۔'' میں نے انکی باتوں سے اندازہ لگایا۔

''بہت اچھا کیا تم نے' اب تو ہم ہمسائے بھی بن گئے ہیں۔'' پاپا خوشگوار لہجے میں کہہ رہے تھے۔

''السلام علیکم۔'' اچانک ہی کسی نے اندر داخل ہوتے ہوئے سلام جھاڑا تھا۔ میں جو اپنے ہی کسی حساب کتاب میں مگن تھی۔ سر اٹھا کے سامنے دیکھا تو حیران سی اسے دیکھتی رہ گئی۔ مجھے ہرگز توقع نہیں تھی کہ وہ یہاں بھی آ جائے گا۔ بلکہ میں تو اپنی طرف سے فرض کیے بیٹھی تھی کہ وہ یہاں ہے ہی نہیں۔

''یہ سب تکلف کیسا بھئی ابراہیم.....'' آریز کے ہاتھ میں شاپرز دیکھ کر پاپا نے مصنوعی ناراضی سے انکل ابراہیم سے کہا۔

''کوئی تکلف نہیں میری بیٹی پہلی دفعہ یہاں آئی ہے میں نے کہا پتا نہیں ہمارے گھر آتی بھی ہے یا نہیں تو کیا یونہی روکھا پھیکا منہ لے کر یہاں سے چلی جاتی۔ کیا سوچتی وہ کیسے پڑوسی ہیں۔ میں نے آریز سے کہا تم فٹافٹ کچھ لے آؤ میں تب تک عازم سے دو چار باتیں کر لوں۔ ایسا کرو آریز! اب جلدی سے انہیں پلیٹوں میں ڈال کر لے آؤ۔'' آخر میں وہ آریز سے مخاطب ہوئے تو وہ سر ہلاتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔ وہ یقیناً پہلے آ چکا تھا اسی لیے اسے کمروں کا اندازہ تھا۔

کچن تو سراسر خواتین کا شعبہ ہے اور ایک خاتون کی موجودگی میں مرد کچن میں کھڑا ہوا خاصا آکورڈ ہی لگ سکتا تھا اور پھر اخلاق کا تقاضا بھی یہی تھا کہ وہ اٹھ کر کچن میں جاتی۔ اب میں اتنی بدلحاظ بھی نہیں تھی کہ ڈھیٹ بنی وہیں بیٹھی رہتی لہٰذا میں اٹھ کر کچن میں آ گئی۔

''تھینکس گاڈ! تم آ گئیں ورنہ میں اتنا سگھڑ ہرگز نہیں کہ ایک عدد خاتون کی موجودگی میں کچھ سرو کر سکوں۔'' وہ جو کسی شاپر میں گھسا کچھ نکال رہا تھا مجھے دیکھتے ہی پرے ہٹ گیا۔ میں سلیب پہ دھرے شاپرز کھنگالنے لگی۔

سوفٹ ڈرنک کے ٹن پیک' پزا' کیک' چکن رول' نگٹس وہ نجانے کیا کیا الم غلم اٹھا لایا تھا۔ یہاں تو خالی کچن بھاں بھاں کر رہا تھا۔ شکر تھا کہ وہ ڈسپوزبل پلیٹیں بھی لے کر آیا تھا۔

میں نے سب سے پہلے شاپر سے پلیٹیں نکالیں اور سوفٹ ڈرنک کے ٹن پیک اس میں رکھ دیئے۔

''ایک بات تو بتاؤ زونیہ!'' میں نگٹس پلیٹ میں نکال رہی تھی جب وہ بولا میں نے کچھ کہنے کی بجائے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

''یہ تم ہر دفعہ مجھے اتنی حیران ہو کے کیوں دیکھتی ہو جیسے ہم غیر متوقع طور پر ملے ہوں۔'' اس کا سوال ہی کچھ ایسا تھا کہ میں ایک لمحے کیلئے جز بز ہو گئی۔

''آپ ہر دفعہ اچانک ہی ٹپک پڑتے ہیں جیسا کہ اب' آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں یہاں آئی ہوں اور پھر ساتھ اتنے ڈھیر سارے لوازمات بھی آپ کے ہمراہ ہیں۔'' میں نے کسی لگی لپٹی کے بغیر صاف کہہ دیا۔

''صبح فرغام نے مجھے فون پہ بتایا تھا کہ آج تم اور انکل یہاں آ رہے ہو۔ یقین جانو میں صبح کا تمہارے انتظار میں گھر سے نہیں نکلا کہ پتہ نہیں تم کس وقت آ جاؤ۔ اللہ اللہ کر کے تو تمہاری گاڑی اس

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ایریے میں داخل ہوئی ہے اور میں نے شکر کا کلمہ پڑھا۔" اس کے لہجے میں کوئی ایسی بات ضرور تھی جو مجھے چونکا گئی۔

"میرا انتظار خوامخواہ کر رہے تھے مجھے آپ کی طرف تھوڑی آنا تھا۔" میں نے بظاہر خود کو بے نیاز ہی ظاہر کیا۔

"تو میری طرف بھی آجاؤ۔ اسی بہانے گھر بھی دیکھ لینا شاید تمہیں پسند آہی جائے۔" دونوں بازو سینے پہ لپیٹتے ہوئے وہ بڑے معنی خیز انداز میں گویا ہوا۔

"فضول میں....." میں بڑبڑاتے ہوئے دوبارہ شاپر کی طرف متوجہ ہوگئی۔ لیکن دل ایک دفعہ ضرور زور سے دھڑکا تھا۔

سابقہ پوزیشن میں مجھ سے کچھ ہی فاصلے پہ سلیب سے ٹیک لگائے وہ پوری محویت سے مجھے اپنی نگاہوں کے حصار میں لئے ہوئے تھا۔ اچھی خاصی بولڈ ہونے کے باوجود میں اس کی گرم نگاہوں کی حدت سے بری طرح پزل ہوگئی تھی۔ مجھے اپنے گال دہکتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے اور ہاتھوں میں لرزش نمایاں تھی۔ چکن رول شاپر سے پلیٹ میں منتقل کرنا میرے لئے دوبھر ہوگیا تھا۔

"آپ جائیں یہاں سے۔" جب میں اپنی کوشش میں بری طرح ناکام ہوگئی تو بالآخر اسے کہہ ہی اٹھی۔

"میں نے کچھ کہا ہے....." مسکراہٹ لبوں میں دبائے وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔ مگر آنکھوں کے تاثرات اس کے بالکل برعکس تھے۔

"اس سے تو اچھا ہے کہہ لیں۔" میں چڑ کے بولی تو وہ ہنس دیا۔

"کہنے کو تو بہت کچھ ہے اگر تم سنو تو....." وہ دلچسپی سے مجھے دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے نہیں سننا شکریہ۔" رکھائی سے کہتے ہوئے میں نے دونوں ہاتھوں میں پلیٹیں اٹھائیں اور ہال کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے بھی میری مدد کی اور ہم نے مل کر ٹیبل پر تمام چیزیں سجا دیں۔ خود تو وہ آرام سے صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ میں نے ان تینوں کو سوفٹ ڈرنک پیش کی اور اپنا ٹن پیک لے کر اسی صوفے پہ اس سے فاصلہ رکھتے ہوئے بیٹھ گئی۔ کیونکہ اس کے علاوہ دو ہی سنگل صوفے اور تھے جن پہ ابراہیم انکل اور پاپا براجمان تھے۔ نجانے کیوں مجھے محسوس ہا تھا کہ آریز کے ساتھ بیٹھتے ہی مجھے دیکھ کر ابراہیم انکل کی آنکھوں میں چمک در آئی ہے۔ میں نے گڑبڑا کر ٹن پیک لبوں سے لگایا۔

وہ تینوں بزنس سے متعلق اتنی ثقیل گفتگو کر رہے تھے کہ میری سمجھ سے دو فٹ اوپر سے ہی گزرتی جا رہی تھی۔ اللہ جانے کون کون سی دھاتیں اور اسکریپ زیر بحث تھے میں نے اکتا کر رسٹ واچ دیکھی لیکن ان کا گفتگو سمیٹنے کا کوئی چانس نظر نہیں آ رہا تھا۔

"یہاں بور ہونے سے بہتر ہے کہ اوپر والے پورشن میں سمعان کیلئے کوئی بیڈروم منتخب کرلوں آخر کل کو عفرا نے بھی وہیں آنا ہے۔" میں نے ٹن پیک ٹیبل پہ رکھا اور "میں ابھی آتی ہوں۔" کہہ کر ہال کمرے سے گزرتی سیڑھیوں سے اوپر چڑھ گئی۔

دائیں ہاتھ یہ بنا پہلا کمرہ لوکیشن کے لحاظ سے خاصا پرفیکٹ تھا۔ میں دروازہ کھول کے اندر

©جملہ حقوق بحق ادارہ اردو پوائنٹ محفوظ ہیں۔

(C)-www.UrduPoint.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

آریز نے دلچسپی سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر بات مذاق میں اڑائی۔

چند لمحے قبل زونیہ کا ردعمل اسے بھی بدحواس کر گیا تھا لیکن اس نے جلد ہی خود پہ قابو پا لیا تھا۔ میرے لئے تو وہاں کھڑے رہنا ہی دشوار ہو گیا تھا۔ چند لمحوں میں ہی میرے دل کی کیفیت بن گئی تھی۔ کچھ بھی کہنے کی بجائے میں دھڑکتے دل اور لرزتے قدموں پہ قابو رکھنے کی کوشش میں نیچے آ گئی۔

''پاپا! چلیں کافی وقت ہو گیا ہے۔'' اندر آتے ہی میں بیٹھنے کی بجائے ایسے ہی پاپا سے مخاطب ہوئی۔

''ہماری بیٹی ہمارا گھر دیکھے بغیر ہی چلی جائے گی۔ ایسا تو ہم نہیں ہونے دیں گے۔'' پاپا کی بجائے انکل ابراہیم نے کہا۔

''بہت شکریہ انکل! لیکن مجھے ایک ضرور کام یاد آ گیا ہے میں پھر کسی دن ضرور آؤں گی۔'' آریز سے بھاگ کر تو میں یہاں سے نکل رہی تھی اس کے گھر کیسے چلی جاتی۔

''پھر کس نے دیکھا ہے۔ آج تو تمہارا ڈنر ہماری طرف ہی ہے بس اب کوئی ضد نہیں۔'' ان کے اپنائیت بھرے استحقاق میں مزید پریشان ہو گئی۔ ساتھ میں جانا نہیں چاہتی تھی اور نہ جا کر ان کا مان بھی نہیں توڑنا چاہتی تھی۔ پاپا خاموشی سے ہمیں سن رہے تھے۔

''چلیں ڈیڈی! آج مہلت دے دیں انہیں۔ لیکن آئندہ کیلئے وعدہ ضرور لے لیں۔'' آریز نے غالباً میرے چہرے کے تاثرات جانچ لئے تھے۔ اسی لئے میری مدد کیلئے بولا تھا۔ میں ممنون نظروں سے اسے دیکھنا تو چاہتی تھی لیکن نظریں اٹھانے کی ہی تو ہمت پیدا نہیں ہو رہی تھی مجھ میں' انکل ابراہیم تھوڑی سی پس و پیش کے بعد مان گئے تھے۔ میں بے ساختہ شکر کا سانس لیتی باہر نکلی تھی۔

مہرو کی منگنی تھی اس نے بضد اصرار ہم سب کو انوائیٹ کیا تھا۔ میرا جانے کا تو کوئی خاص ارادہ نہیں تھا۔ لیکن جب اساور نے بھی مجھے مجبور کیا تو مجھے چلتے ہی بنی۔

پروگرام تو کافی لمبا چوڑا تھا اور خاصی رات گئے تک جاری رہنا تھا۔ تاہم میں نے گیارہ بجے ہی رضی کو فون کر دیا تھا۔ بارہ بجے کے قریب قریب میں گھر پہنچی تھی۔ ماما میرے انتظار میں جاگ رہی تھیں مجھے دیکھتے ہی انہیں اطمینان ہوا۔ فنکشن سے متعلق دو چار باتیں پوچھنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلی گئیں تو میں بھی اپنے کمرے میں آ گئی۔ عفرا سسپنس کی کوئی موٹی سی کتاب کھولے اس کے مطالعے میں محو تھی۔

''کیسا رہا فنکشن.....'' ڈریس وغیرہ چینج کر کے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی نائٹ کریم چہرے پہ لگا رہی تھی۔ جب عفرا نے کتاب سے سر اٹھا کر مجھے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''بس ٹھیک ہی تھا۔'' مجھے واقعی کوئی خاص مزا نہیں آیا تھا۔

''آج ابراہیم انکل اور آریز بھائی آئے تھے تمہارا پرپوزل لے کر۔'' عفرا نے کتاب بند کر کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی اور مکمل طور پر میری طرف متوجہ ہوئی۔ میرے ہاتھوں کے ساتھ ساتھ سانس بھی ساکن ہو گئی تھی۔

''ویسے تو آریز بھائی بہت اچھے ہیں ہر لحاظ سے پرفیکٹ انسان ہیں۔ آج کل کے دور میں ایسے لڑکے ملتے بھی کم ہیں لیکن تم تو جانتی ہو زون! پاپا اور ابراہیم انکل کی بزنس فیلڈ ایک ہی ہے۔'' عفرا کی اتنی لمبی چوڑی تمہید پہ میری چھٹی حس نے مجھے خبردار کیا تھا۔

''تایا ابو کا تو ارادہ ہے فرغام اور آریز بھائی کو ایک ساتھ ملا کر بنا کر دینے کا اور اگر دونوں

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

خاندان میں کوئی نیا رشتہ استوار ہو جائے تو ہو سکتا ہے یہ پاٹنر شپ متاثر ہو اور اس طرح آپس کے تعلقات بھی خراب اور کشیدہ ہونے کا خطرہ ہے۔ تم تایا ابو کی اکلوتی اولاد ہو اور وہ تمہارے بارے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتے۔ لہٰذا انہوں نے بڑے مناسب لفظوں میں ابراہیم انکل کو انکار کر دیا۔ ویسے آریز بھائی کافی پژمردہ لگ رہے تھے۔ فوراً ہی اٹھ کر چلے گئے۔ البتہ انکل نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کچھ وقت بعد میں بھی گزارا۔ ویسے تم کیا کہتی ہو اس بارے میں۔ میرا تو خیال ہے تایا نے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے ایک درست فیصلہ کیا ہے۔'' آخر میں اس نے اپنی رائے بھی دے ڈالی۔

اور پتہ نہیں کیوں مجھے دل اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ گزشتہ چند دنوں سے وہ جو میرا دل مجھے کسی اور ہی راہ پہ ڈال گیا تھا اب ایسے لگ رہا تھا جیسے دھڑکن بھی معدوم ہو گئی تھی۔ میں گم صم سی عفرا کو دیکھے گئی۔

''ڈاکٹر عقیل کا پرپوزل بھی زیر غور ہے۔ رضی نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ کافی حوصلہ کن ہیں۔ تائی امی نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہاری رائے جان لوں۔'' میری کیا حالت ہے یکسر لاعلم وہ اپنی ہی کہے جا رہی تھی۔

''جب پہلے میری رائے نہیں لی گئی تو اب بھی کیا ضرورت ہے خود ہی فیصلہ کر لیں۔'' تلخی خود بخود ہی میرے لہجے میں حلول کر گئی تھی۔ اب کے عفرا نے چونک کے مجھے دیکھا۔ وہ شاید میرے تاثرات نوٹ کرنا چاہتی تھی۔ مگر میں رخ پھیر کے فوراً کھڑی ہو گئی اگر دادو یہاں موجود ہوتیں تو شاید ان کی آریز سے محبت جوش مارتی لیکن وہ بھی تو نہیں تھیں۔

''میں جانتی ہوں تمہیں ڈاکٹر کچھ اچھے نہیں لگتے۔ لیکن زون! تم اگر ایک دفعہ ڈاکٹر عقیل سے مل لو تو تم بھی ان کی گرویدہ ہو جاؤ گی۔ پچھلے چھ' سات ماہ پہلے ان کا پرپوزل آیا تھا پہلے تو ہم نے تمہاری ناپسندیدگی کی وجہ سے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ لیکن جب ان کا اصرار بڑھتا گیا تو تایا ابو نے ڈاکٹر عقیل.....''

''مجھے نہیں کرنی کسی عقیل' شکیل سے شادی اور وہ پچھلے سات ماہ سے میرے ہی انتظار میں بیٹھا ہے کیا پورے شہر میں قحط النساء پڑ گیا ہے۔'' عفرا کی بات کاٹ کے میں تند و ترش لہجے میں بولی اور دھپ سے بستر میں گھس گئی۔

''ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچو زونیہ! وہ اتنی محبت سے تمہیں مانگ رہے ہیں۔'' اس نے مجھے سمجھانے کی سعی کی۔

''تمہیں اگر زیادہ ہی اس کی ہمدردی کا بخار چڑھا ہوا ہے تو خود کر لو اس سے شادی۔ لیکن مجھے معاف ہی رکھو۔'' مارے طیش کے جو میرے منہ میں آیا بول گئی۔ عفرا بے چاری ہکا بکا رہ گئی۔ میں نے کمبل سر تک تانا اور کروٹ بدل گئی۔

© جملہ حقوق بحق ادارہ اُردو پوائنٹ محفوظ ہیں۔
(C) www.UrduPoint.com
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"کاش آریز ابراہیم تم مجھے ملے ہی نہ ہوتے اگر مل ہی گئے تھے تو میرے لئے اتنی خاص فیلنگز نہ رکھتے۔"

ضبط کا بندھن میرے ہاتھ سے چھوٹتا جا رہا تھا۔ کبھی اس کی گہری سیاہ آنکھیں یاد آتیں کبھی لہجے کی گھمبیرتا' گاڑی نہ جانے کن رستوں پہ کون سی اسپیڈ پہ بھاگ رہی تھی۔ ذہن کا دباؤ ایکسیلیٹر پہ منتقل ہو رہا تھا۔ میں نے جیسے ہی رائٹ ٹرن لیا ایک ٹرک اسی اسپیڈ سے سامنے آ رہا تھا۔ گاڑی کو سائیڈ سے نکالنے کی میں نے بھرپور کوشش کی تھی۔ اس کے باوجود گاڑی کی بیک ٹرک سے ٹکرا گئی تھی۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا تھا اور میرا ذہن ماؤف ہوتا چلا گیا۔

درد کی ایک شدید لہر پاؤں کے انگوٹھے سے ہوتی ہوئی اوپر تک گئی تھی۔ ایک آہ لبوں سے برآمد ہوئی اور اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھلی تھی۔ میں نے خود کو ہسپتال میں پایا۔ میرے آس پاس تقریباً ہی سب گھر والے تھے۔

"یا اللہ! تیرا شکر ہے۔" ماما نے فوراً آگے بڑھ کر میرا ماتھا چوما تو میری آنکھیں نم ہو گئیں۔

"کیسی ہو زون! تم نے تو میری روح ہی کھینچ لی تھی۔"

عفرا نمناک لہجے میں بولی۔ اس پاگل نے رو رو کے اپنی آنکھیں سجالی تھیں۔

"بڑی مشکل سے کھینچ تان کے تمہیں واپس لائے ہیں۔" راضی اور فرغام نے ماحول کی اداسی کو کم کرنا چاہا تھا۔

"میرے اپنے میرے پاس تھے۔ ان کی بے تحاشا محبت اور خلوص کو میں نے پوری طرح محسوس کیا تو میرے رگ و پے میں طمانیت کی لہر دوڑ گئی۔ میرے اپنوں کی محبت نے واقعی مجھے مضبوط بنا دیا تھا۔ میں ان سب کے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتی تھی۔ عامر چچا کی ہنس مکھ طبیعت نے جلد ہی ماحول کو خوشگوار بنا دیا تھا۔ میرے لبوں پہ بھی مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔

www.UrduPoint.com

"گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے۔ بس ایک دو معمولی سے فریکچر ہیں اور خراشیں وغیرہ آئی ہیں۔ شکر ہے کہ گاڑی دوسری سائیڈ میں ہو جانے کی وجہ سے تم بچ گئیں۔ ڈاکٹر مسعود انصاری کا آج آف ہے۔ کل وہ تمہارا تفصیلی چیک اپ دوبارہ کریں گے اور انشاء اللہ کل تم ڈسچارج ہو کے گھر چلی جاؤ گی۔" رضی ابھی ڈاکٹر کے پاس سے آیا تھا۔ مجھے تفصیل سے آگاہ کرنے لگا۔

پھر رات کو بھی اس نے سب کو گھر بھیج دیا۔ صرف وہ اور شمیم چچی میرے ساتھ ٹھہرے تھے۔

صبح کو وہ دونوں چلے گئے تو عفرا اور پاپا آ گئے۔ ویسے تو میں ٹھیک تھی لیکن نقاہت بہت زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔ پاپا نے فوراً سے پیشتر نرس سے کہہ کر مجھے ڈرپ لگوا دی تھی۔ کافی دیر میرے پاس رکنے کے بعد وہ ہی مجھے کسی کی آواز آفس گئے تھے۔ عفرا سے باتیں کرتے کرتے نجانے کب میری آنکھ لگ گئی۔ نیند میں ولیں تو اپنے قریب کا گمان گزرا چند لمحے لگے تھے مجھے لاشعور سے شعور تک آنے میں، میں نے آنکھیں کھ کا گمان گزرا لیکن ہی آریز کو پایا۔ میرا دایاں ہاتھ اس کے ہاتھوں کی گرفت میں تھا۔ پہلے تو مجھے خواب جب اس نے ہولے سے دبا کر میرا ہاتھ چھوڑا تو میں حقیقت میں لوٹ آئی۔

تھ Get well "تمہارے لئے....." اس نے تازہ سرخ گلابوں کا بکے جس کے سا soo کا کارڈ تھا میری طرف بڑھایا۔ on

"تھینکس....." میں نے بکے تھاما اور ایک سائیڈ پر رکھ دیا۔

"اب کیسی طبیعت ہے۔" اس نے اتنی چاہت و یگانگت سے پوچھا کہ مجھے اپنی پلکیں بھیگی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہوئی محسوس ہوئیں۔

''ٹھیک ہوں۔'' میں نے اٹھنا چاہا تو اس نے سہارا دے کر مجھے اٹھانے میں مدد کی اور دل تو اتنے التفات پہ ہی بغاوت پہ اتر آیا تھا۔

''مجھے کل رات کو ہی علم ہوا تھا۔ میں تو اسی وقت آنا چاہ رہا تھا لیکن رضی نے ہی منع کر دیا۔ یقین جانو میری ساری رات اضطراب میں کٹی۔ رضی کے منع کرنے کے باوجود چلا آیا ہوں۔ اس سے زیادہ کنٹرول کرنا میرے بس میں نہیں تھا۔'' ہمیشہ کی طرح اس کی گہری سیاہ آنکھوں نے میرے اردگرد حصار قائم کیا تھا۔ میں ایک مرتبہ پھر پگھلنے لگی۔

''رضی نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ آپ کو واقعی نہیں آنا چاہئے تھا۔ اب ان باتوں کا کیا فائدہ.....'' میں نے ضبط سے کام لیتے ہوئے کہا۔

''کیوں زونیہ.....!'' وہ تڑپ کے بولا تو میری آنکھیں چھلکنے کو بے تاب ہو گئیں۔

''پتہ ہے میرے ڈیڈی جب بھی میری ماما کا تذکرہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں یہ جو دل میں رہنے والے ہوتے ہیں نا آریز! وہ دل سے کبھی نہیں نکلتے۔''

''میری ڈرپ ختم ہونے والی ہے۔'' میں اس کی بات یکسر نظر انداز کر کے بولی تو وہ سوال گندم جواب چنا کے مصداق مجھے دیکھتا رہ گیا۔ پھر خود ہی اٹھتے ہوئے بولا۔

''میں سسٹر کو بلا کر لاتا ہوں۔ وہ نکال دے گی۔'' میرا اس موضوع سے کترانا وہ سمجھ گیا تھا اور کیوں نہ سمجھتا وہ تو میرے دل کی تحریر میرے چہرے پہ بڑی آسانی سے پڑھ لیا کرتا تھا۔ میرے سرہانے آریز کا موبائل پڑا تھا وہ شاید یہیں بھول گیا تھا۔ میں نے یونہی اٹھا کے دیکھا تو اسکرین پہ رضی کا نام چمک رہا تھا۔ بلا ارادہ ہی میں Yes کا بٹن پش کر کے سیل کانوں سے لگا گئی۔

www.UrduPoint.com

''صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے یار! پہلے ہی معاملہ بگڑا ہوا ہے۔ تم سے دو دن کی دوری برداشت نہیں ہوئی۔ کیوں فرہاد بننے پہ تلے ہوئے ہو۔ زونیہ کو اگر علم ہو گیا نا کہ ہم سب نے مل کر اس کے ساتھ پلان کیا ہے اور کیا گیم کھیلا ہے تو سارا عشق ناک کے رستے بہہ جائے گا۔ محترمہ اچھی خاصی غصیلی ہیں۔ اوپر سے ڈاکٹر عقیل بھی خیر سے اسی ہسپتال میں ہے وہ تو اپنی مسز سمیت آنا چاہ رہا تھا۔ بمشکل ہاتھ پاؤں جوڑ کے اسے روکا ہے ورنہ سارا کھیل چوپٹ ہو جاتا مجھے تو اپنی جان سولی پہ لٹکتی نظر آ رہی ہے۔ اسے حقیقت پتہ چل گئی تو خیر نہیں۔ لہٰذا فوراً نکلو۔ جب تک میں نہ کہوں آنا نہیں۔'' رضی اپنی عادت کے مطابق مقابل کی سنے بغیر نان اسٹاپ بولے جا رہا تھا۔ زونیہ کے سر میں دھماکے ہونے لگے۔ گفتگو کچھ کچھ اس کی سمجھ میں آئی تھی اور کچھ اوپر سے گزر گئی۔ اسی وقت دروازہ کھلا اور آریز نرس کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔ میرے ہاتھ میں موبائل دیکھ کر وہ ٹھٹکا۔

''بہت خوب مسٹر آریز! مجھے بے وقوف بنانا واقعی بہت آسان ہے۔'' میں نے موبائل آف کرتے ہوئے استہزائیہ کہا۔

''رضی آپ کو کیوں روک رہا تھا مجھے خود ہی پتہ چل گیا ہے۔'' میرے کڑوے کسیلے لہجے پہ وہ بوکھلا گیا۔

زونیہ..... [illegible] ورس۔

© جملہ حقوق بحق ادارہ اُردو پوائنٹ محفوظ ہیں۔

(C)-www.UrduPoint.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''چھوڑیں مجھے۔'' سخت نرم طنز سے بھی کئی کیفیات نے یکبارگی مجھ پر حملہ کیا تھا۔

''سیانے کہتے ہیں لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ یہاں بھی گھی ٹیڑھی انگلی سے نکلے گا۔ لہٰذا جب تک ناراضی ختم کر کے ہاں نہیں کرو گی میں ہرگز نہیں نہیں چھوڑوں گا۔'' وہ جیسے میری کیفیت کا مزا لے رہا تھا۔ میرے تو فرشتے کوچ کر گئے۔ وہی مخصوص کلون کی تیز مہک میرے حواسوں پہ چھا رہی تھی۔ اس کی بے خودی میرے ہوش اڑا رہی تھی۔ سارا اکڑ' غرور' ناراضی وراضی کو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اڑنچھو ہو گئی تھی۔ اب تو مجھے اپنی جان خطرے میں لگ رہی تھی۔ اگر چند لمحے مزید میں اس کی قربت میں رہتی تو شاید یہیں پانی بن کر پگھل جاتی۔

''مم..... مجھے منظور ہے۔'' بوکھلاہٹ ولڑکھڑاہٹ میں ہی میرے منہ سے پھسلا تھا۔

''کیا.....؟'' دوسرا سوال پہلے سے بھی کڑا تھا۔ میری روح فنا ہو گئی۔ آریز نے قہقہہ لگایا۔ میری کیفیت سے جی بھر کے محظوظ ہوتے ہوئے اس نے بازو میرے گرد سے ہٹائے تو میں بجلی کی سی تیزی سے اس سے علیحدہ ہوئی اور دائیں بائیں دیکھے بغیر فوراً دروازے سے لپکتے ہوئے باہر نکل گئی۔ وہ پیچھے سے مجھے پکارتا رہ گیا۔

لاؤنج میں سب کی محفل جمی تھی ابراہیم انکل بھی موجود تھے اور شطرنج کی بساط بچھی تھی۔ میں دھپ سے عفرا کے قریب بیٹھ گئی۔ میری بے ترتیب دھڑکنیں اور بے تحاشا سرخ چہرہ دیکھ کے وہ شرارت سے گنگنائی۔

پیا سے مل کے آئے نین ہائے رے میں کیا کروں۔

میں نے غصے میں آ کر ایک مکا اس کی کمر پہ رسید کر دیا۔

''میں نے کیا کیا ہے۔'' وہ کراہ کے رہ گئی۔

اسی وقت لاؤنج کا دروازہ کھلا اور حفصہ پھپھو اور ان کی فیملی کو دیکھ کر ہم سب خوشی سے اچھل پڑے۔

''سرپرائز۔'' سمعان میری طرف دیکھ کر مسکرایا جبکہ میں تو سب کچھ بھول بھال کے دادو سے لپٹ گئی۔

''دادو! آپ جانتی ہیں ہم آپ کے بغیر اداس ہو جاتے ہیں۔'' میرے محبت بھرے شکوے پہ وہ مسکرا دیں۔

''سب لگاوٹ کے مظاہرے ہیں دادو'' رضی نے نجانے کب کا بدلہ اتارا تھا۔ ہم سب کے چہروں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

''بس اس شیراز کے بچے کی وجہ سے دیر ہو گئی۔ لیکن ہم نے بھی لڑکی کو انگوٹھی پہنا کے ہی چھوڑی اب سمعان اور شیراز کی شادی ایک ساتھ ہی ہو گی۔ انشاء اللہ!'' بات کرتے کرتے ان کی نظر آریز پہ پڑی تو فوراً مجھے پیچھے ہٹا کے اس کی طرف بڑھیں۔

''کیسے ہو آریز بیٹا! عازم نے مجھے بتایا تھا بڑی خوشی ہوئی مجھے۔'' آریز ان سے پیار لینے کیلئے آگے جھکا۔

''تیاری پکڑ لو تمہارے ایگزامز کے فوراً بعد میں نے شادی کی ڈیٹ رکھوالی ہے۔ فائنل ایئر بعد میں کمپلیٹ کرتی رہنا۔'' سمعان عفرا کی جانب قدرے جھکتے ہوئے بولا تو وہ اچھل پڑی۔

''ہرگز نہیں جب تک میرا فائنل ایئر مکمل نہیں ہوتا تم یہ موضوع ہرگز نہیں چھیڑو گے۔''

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''بہت من مانی کر لی تم نے اگر زیادہ چوں چرا کی تو میں تمہارے ایگزامز کا بھی انتظار نہیں کروں گا۔ دس دن کے نوٹس پر رخصتی کروالوں گا۔ پھر تم سے ایگزامز کی تیاری بھی نہیں ہو پائے گی اچھی بات ہے فیل ہو جاؤ گی تو اس کمبخت پڑھائی سے تو جان چھوٹے گی جو میری رقیب بنی ہوئی ہے۔'' اس کی دھمکی نے عفرا کو خاصا ہراساں کر دیا تھا جبکہ اس کی کیفیت سے سمعان جی بھر کے محظوظ ہوا تھا۔

''تم کیا ڈراوے دے رہے ہو اس کو۔'' میں فوراً عفرا کی مدد کیلئے لپکی۔

''اوہ تم اپنی سناؤ تمہارے پل پل کی خبر ملتی رہی ہے مجھے۔'' وہ خبیث ساری داستان سے واقف تھا اور یہ رپورٹس جس نے اسے پہنچائی تھیں میں نے انہیں گھور کے دیکھا تو وہ دونوں خجل سے اپنا سر کھجانے لگے۔ یہ پاکستانی فلم کا پلان چونکہ ینگ پارٹی کے درمیان ہی تھا لہٰذا بڑے اس معاملے سے یکسر بے خبر تھے۔

''ویسے یار! تم نے اسے منا کیسے لیا یہ تو پوری بھری شیرنی لگ رہی تھی۔''

رضی کا رازدارانہ لہجہ بھی اتنا بلند ضرور تھا کہ ہم نے بخوبی اسے سن لیا تھا۔ آریز کے لبوں پہ بڑی دلکش مسکراہٹ ابھری تھی۔

''یہ سیکرٹ ہے پھر کبھی بتاؤں گا۔'' اس کے کھنکتے لہجے پہ میرے دل نے بے ساختہ ایک بیٹ مس کی تھی۔ شکر تھا کہ اسی وقت دادو نے مجھے آواز دے ڈالی۔ میں نے فوراً کھسکنے میں ہی عافیت سمجھی۔ عقب سے آریز کا جاندار قہقہہ سنائی دیا تھا جس میں ان سب کی ہنسی بھی شامل تھی۔ میرے لبوں پہ بھی طمانیت بھری مسکان پھیل گئی۔

©جملہ حقوق بحق ادارہ اُردو پوائنٹ محفوظ ہیں۔
(C)-www.UrduPoint.com
itsurdu.blogspot.com